الله نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰة فیها مصباح

ماہنامہ
# مشکوٰة
قادیان
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

نبوت 1382ھجری شمسی
رمضان/شوّال 1424ھجری قمری
نومبر 2003عیسوی

وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۞ (الجنّ : ۱۹)

(یعنی) اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد

## مسجد بیت الفتوح مارڈن (لندن)

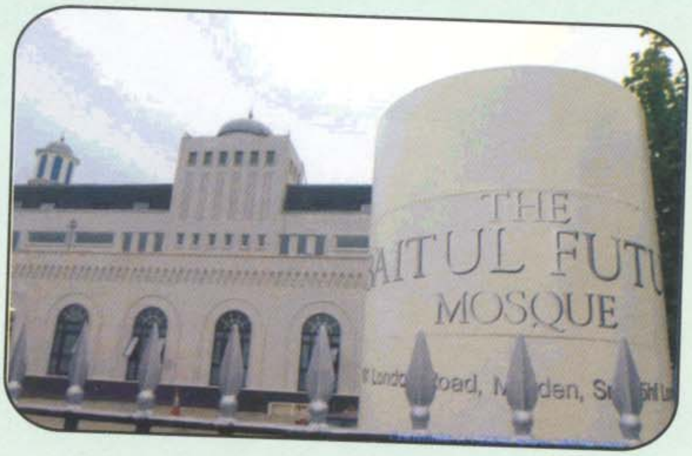


مسجد بیت الفتوح، ماڈرن (لندن) کا بیرونی منظر

مورخہ ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۳ء جمعہ کے روز مسجد بیت الفتوح کے افتتاح کے
موقعہ پر اذان کی سعادت حاصل کرتے ہوئے مولانا فیروز احمد صاحب

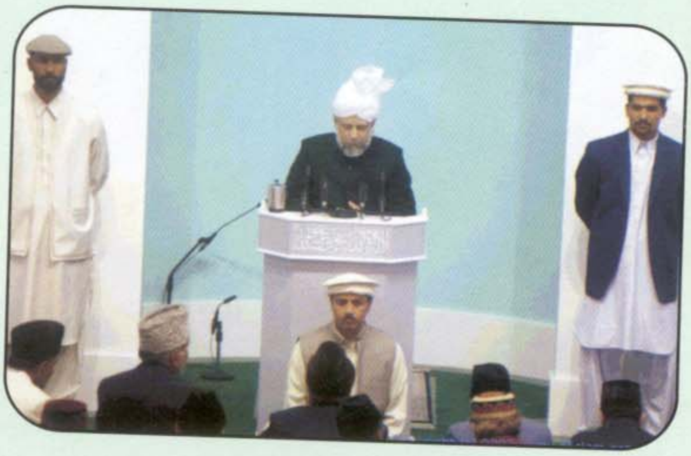

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مسجد بیت الفتوح میں پہلا تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے

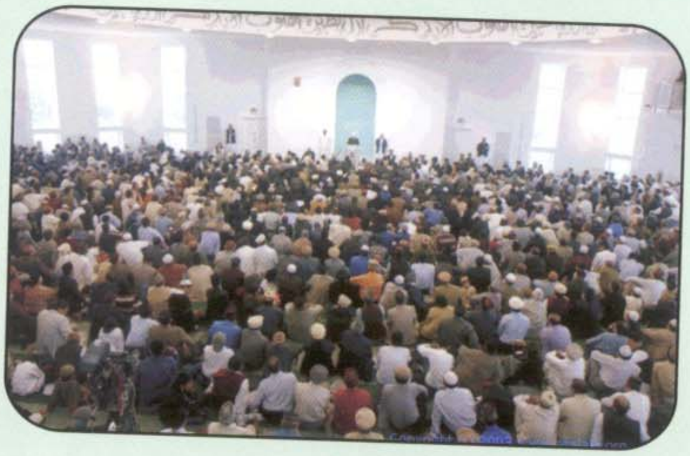

نماز جمعہ میں شرکت کے لیے دور دراز علاقوں سے تشریف لائے احبابِ جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے باہر آتے ہوئے،
بچے ترانہ پیش کرتے ہوئے

مسجد بیت الفتوح کا ایک خوبصورت منظر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلی عبدہ المسیح الموعودؑ

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔
(المصلح الموعودؓ)

# ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان


مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد 22 نبوت 1382 ہجری شمسی بمطابق نومبر 2003ء شمارہ-11


## ضیاپاشیاں


ادار یہ 2
فی رحاب تفسیر القرآن 3
مسجد بیت الفتوح (نظم) 4
کلام الامام 5
سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام 6
قائدین مجالس کے نام خصوصی سرکلر 8
بیت الفتوح۔ تعمیراتی کام کے ایمان افروز کوائف 10
اصلاح نفس 12
عرفان کے موتی (مجلس عرفان) 15
سیرت صحابہؓ۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 21
برکاتِ خلافت 24
داستانِ درویش 33
اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 37
فہرست مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 40



نگران: محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

مینجر: حافظ مخدوم شریف، برائے دفتری امور
سیّد فیروز الدین، برائے سرکلیشن
پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے
کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن، صمد احمد غوری، طاہر احمد امنی، شاہد احمد ندیم
دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان، مسعود احمد راشد
مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان



e-mail: mishkat_qadian@yahoo.com



سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 120 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 10 روپے



مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے



Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

## ادار یہ: اعمال صالحہ میں مداومت کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عالمگیر جماعت احمدیہ کو خلافت خامسہ کے بابرکت دور کے پہلے رمضان المبارک کے روزے و دیگر عبادات بجالانے کی سعادت عطا کرنے کے بعد عیدالفطر کی مبارک تقریب میں شمولیت کی توفیق بخشی اور M.T.A کی وساطت سے اپنے پیارے امام کے روح پرور خطبہ عید سے مستفید ہونے کا بھی موقعہ عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

جہاں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ پر ہم سجدات شکر بجالاتے ہیں وہاں تہ دل سے اپنے جان سے پیارے آقا کی خدمت اقدس میں اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے عشاق دین مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں نہایت ادب سے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت وسلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے اور غلبہ اسلام کی حقیقی اور دائمی خوشی ہمیں حضور انور کے اس بابرکت دور میں نصیب فرمائے آمین

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رمضان کا مقدس مہینہ اپنی تمام تر برکتوں اور رحمتوں اور فیوض کے ساتھ آیا اور گذر گیا۔ اللہ تعالیٰ کے مؤمن بندوں نے اپنے اپنے ظرف اور توفیق کے مطابق اس کے فیوض و برکات سے وافر حصہ پانے کی کوشش کی۔ بھوک اور پیاس کی تپش کو خدا کی خاطر برداشت کرتے ہوئے اپنے دلوں میں خدا کی محبت اور معرفت پیدا کر کے تقرب و وصال الٰہی میں ترقی کرنے کے لئے اور اپنے تمام تر جذبات واحساسات کو. اپنے تمام تر اعمال وافکار کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ یہ مقدس مہینہ دراصل ایک عرصہ Training ہے۔ اس عرصہ میں مؤمن کی روحانی قوتیں تیز ہو جاتی ہیں۔ ان کے لیے خدا تعالیٰ کے قرب میں آگے بڑھنے کیلئے نئی منزلیں عطا ہوتی ہیں۔ نئی وسعتیں ان کو بخشی جاتی ہیں۔ لیکن ان طاقتوں اور قوتوں کو دوام بخشنے کیلئے، اس کو مستقل بنیادوں پر قائم رکھنے کے لیے منصوبہ بند طریق پر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح جسمانی قویٰ کو قائم رکھنے کے لیے regular exercise کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روحانی قویٰ کے قائم رکھنے کے لیے عبادات اور ریاضات اور اعمال صالحہ میں دوام اختیار کرنا ازحد لازمی ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود باجود میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات بدرجہ اتم منعکس تھیں۔ آپ دیگر صفات کی طرح ربوبیت کے بھی اعلیٰ مظہر تھے۔ اپنی امت کو درجہ بدرجہ ترقی کی منازل طے کراتے ہوئے روحانیت کے بلند و بالا مقام تک پہنچانا چاہتے تھے۔ اس لیے آپ کی تعلیم میں ایک تدریجی انداز نظر آتا ہے۔ حضور ﷺ کا انداز تربیت اس قسم کا تھا کہ ہر طبقہ کے لوگ، آپ سے اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق مستفید ہوتے تھے۔ سائلین کی طبیعت، مزاج اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے روحانی امور اُن کو سمجھا دیا کرتے تھے۔ اسی تدریجی تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ حضور سے یہ پوچھے جانے پر کہ ''ای الاعمال افضل؟'' سب سے بہتر عمل کونسا ہے؟ حضور نے مختلف مواقع پر مختلف سائلین کو الگ الگ جواب ارشاد فرمایا۔ کسی کو کہا کہ نماز افضل ہے۔ کسی کو کہا کہ جہاد افضل ہے کسی کو یہ تلقین کی کہ والدین کی خدمت سب سے زیادہ افضل ہے۔ بظاہر متضاد نظر آنے والے یہ جوابات دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی فہم وفراست، سائل کے حالات سے گہری واقفیت اور خداداد نورِ فراست کا ہی نتیجہ تھا۔ ایک ماہر معالج کی طرح جو مریض کے حالات کے تفصیلی جائزہ کے بعد علاج تجویز کرتا ہے اپنے صحابہ کی اس رنگ میں تربیت کی کہ وہ نہ صرف شفایاب ہوئے بلکہ روحانی صحت وتوانائی کے لحاظ سے نہ صرف عظیم الشان مقام حاصل کیا بلکہ آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر اور آپ کے انداز تربیت کو اپنا کر وہ خود بھی دنیا کے روحانی معالج بن گئے! .

آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں اپنی امت کو خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے انتہائی جدّ وجہد کرنے کی تلقین فرمائی وہاں یہ اصولی تعلیم دے کر انسانی جدّ وجہد کو ایک نئی سمت عطا فرمائی کہ ''**خیر الاعمال أدومها و ان قل** ''سب سے بہتر عمل وہ ہے جس پر انسان مداومت اختیار کرتا ہے خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس بنیادی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے اعمال میں مداومت اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ رمضان کا مقدس مہینہ ایک Planning کا مہینہ ہے۔ اب اس کے مطابق عمارت کی تعمیر عمل پیہم اور مسلسل جدّ وجہد کی متقاضی ہے۔ ایک موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

**"یا عبد الله لا تکن مثل فلان:**
**کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل"**

اے عبداللہ! تو اس شخص کی طرح نہ بن جو رات کو نوافل ادا کرتا تھا۔ لیکن بعد میں اس پر دوام اختیار نہیں کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ہمیں اس بات کی طرف راہنمائی کرتی ہے کہ جو بھی عمل نیک ہم نے رمضان میں شروع کیا ہے اس کو رمضان کے ختم ہونے پر ترک نہ کیا جائے بلکہ اس میں مداومت اختیار کرنے اور اس کو قائم رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(زین الدین حامد)

درس القرآن

## كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ٥ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۞ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۞

**قسط : ۲۳**

**ترجمہ:** یوں نہیں (ہوگا جیسے وہ چاہتا ہے بلکہ) اگر وہ (ان کاموں سے) باز نہ آیا تو ہم اُس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ایک جھوٹی پیشانی (اور) خطاکار پیشانی (کے)

’’......ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل سے ایسا ہی سلوک کیا۔ چنانچہ بدر کی جنگ جب ختم ہوئی اور دشمن مارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی حکم کے مطابق کہ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ابوجہل کو سر کے بالوں سے گھسیٹ کر اُس گڑھے میں گرایا گیا جو اُس کے لیے قبر کے طور پر تیار کیا گیا تھا۔ کہنے والا کہے گا کہ یہ وحشت تھی کہ مُردہ کو بالوں سے گھسیٹا گیا۔ مگر یہ وحشت نہیں تھی بلکہ بدلہ تھا ان مظالم کو جو مسلمانوں پر ڈھائے جاتے تھے اور بدلہ بھی نہایت معمولی۔ کیونکہ اُس نے زندوں کو گھسیٹا تھا جب انہیں تکلیف ہوتی تھی۔ مگر ابوجہل کو مُردہ ہونے کی حالت میں گھسیٹا گیا جبکہ اُسے کوئی تکلیف نہیں ہوسکتی تھی۔

میں نے ایک دفعہ رویاء میں دیکھا کہ ایک انگریز جرنیل میرے پاس آیا ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کا کیا فتویٰ ہے آیا قتل کے بدلہ میں قتل ہی ہے یا قاتل کو کوئی اور سزا بھی دی جاسکتی ہے؟ پھر اُس نے کہا ہمارے بعض آدمیوں کو جب سرحد پر مارا جاتا ہے تو اُن کی لاشوں کو چونہ میں ڈال کر جلا دیا جاتا ہے یا اُن کو مختلف قسم کے عذاب دے کر مارا جاتا ہے ایسی صورت میں قاتل کو صرف قتل کی سزا ہی دی جائے گی یا تعذیب کی سزا بھی اُسے ملے گی؟ مَیں نے اُسے جواب میں کہا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جَزَٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ ع ٤) یعنی بدی کی سزا اُس فعل کے مطابق دی جانی چاہیے۔ پس میرا فتویٰ یہی ہے کہ قتل کے بدلہ میں قتل اور تعذیب کے بدلہ میں تعذیب۔ گو عام حالات میں قتل کے بدلہ میں قتل ہی کیا جائے گا لیکن اگر کسی وقت مصلحت کے ماتحت لوگوں کو تعذیب اور شرارت سے روکنے کے لیے یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ قتل کے بدلہ میں قتل ہوگا اور تعذیب کے بدلہ میں تعذیب تو یہ بالکل جائز ہوگا۔

بے شک وہ لوگ جنہوں نے اُس زمانہ کے حالات پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بڑی سختی کی گئی کہ ایک مردہ کو بالوں سے گھسیٹ کر گڑھے میں پھینکا گیا۔ مگر انہیں بھول جاتا ہے کہ یہاں تو کسی مردہ کو صرف ایک دفعہ گھسیٹا گیا ہے اور وہ لوگ سالہا سال زندوں کو پتھروں پر گھسیٹا کرتے تھے اور ابھی اُن کے زخم تازہ ہی ہوتے تھے کہ دوسرے دن پھر اُن کو پتھروں پر گھسیٹنا شروع کر دیا جاتا۔ اور پھر وہ صرف پتھروں پر گھسیٹتے ہی نہیں تھے بلکہ بسا اوقات اُن کے سینہ پر بڑے بڑے وزنی پتھر رکھ دیتے، اُن پر کھڑے ہوکر خود ناچنا کودنا شروع کر دیتے اور کہتے کہو کہ ہم لات اور عزّیٰ کو اپنا معبود مانتے ہیں۔ یہی وہ چیز تھی جس کی بناء پر ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کی خاص طور پر تعریف کی اور لوگوں سے فرمایا کہ بلال جب اذان دیتا ہے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی بجائے اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلال کے اس سَ پر خاص طور پر خوش ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں آئے اور بلالؓ نے اذان دی تو چونکہ مدینہ کے لوگ بلالؓ سے ناواقف تھے جب انہوں نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بجائے اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو لوگ ہنسنے لگ گئے۔ بلالؓ حبشی تھے اور اس وجہ وہ تلفظ صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے تھے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے مجلس میں فرمایا لوگ بلال کے سین پر ہنستے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ عرش پر اس سین کو سُن کر خوش ہوتا ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہی ہے کہ مکہ میں بلال کے سینہ پر جب بڑے بڑے پتھر رکھ کر کہا جاتا کہ کہو لات اور مناۃ اور عزّیٰ سچے معبود ہیں تو بلال خاموش نہ رہتے بلکہ پتھروں کے نیچے سخت تکلیف کی حالت میں بھی یہی کہتے اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر خوش ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بلال سے وہ سین سُنا ہوا تھا جو پتھروں کے نیچے اور مکہ کی گلیوں میں گھسیٹنے ہوئے اس کی زبان سے نکلا کرتا تھا۔ پس خالی بلالؓ کی اذان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کو بلالؓ کا وہ واقعہ یاد تھا جب اُسے پتھروں کے نیچے کچلا جاتا مگر وہ پھر بھی یہی کہتا کہ اَسْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آواز کو سُن کر عرش پر خوش ہوجاتا ہے۔

اِن حالات کو اگر مدنظر رکھا جائے تو پھر کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ ابوجہل کے سر کے بالوں سے گھسیٹ کر گڑھے میں ڈالنا ظلم تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مؤرخ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے نعوذ باللہ وحشت سے کام لیا وہ کبھی حقیقتِ حال پر غور نہیں کرتے اگر وہ مسلمانوں کی جگہ اپنے باپ اپنی بیوی یا اپنے بچہ کو رکھیں اور عالم تصوّر میں اُن مظالم کا نقشہ اپنے ذہنوں میں لائیں جو مسلمانوں پر

ڈھائے جاتے تھے تو اس کے بعد یقیناً وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کو ظلم قرار نہ دیں بلکہ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ نہایت ہی نرم سلوک کیا ہے۔ موجودہ جنگ یورپ کو ہی دیکھ لو کیا کیا مظالم ہیں جو ایک دوسرے پر ڈھائے گئے ہیں اور کس طرح دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے بربریت کے نظارے پیش کیے گئے ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ کے لوگ اپنے آپ کو تہذیب وتمدن کے اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے تصور کرتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے کوئی ظلم بھی نہیں کیا۔ صرف بدر کے موقعہ پر چند ایسے مُردوں کو گھسیٹ کر گڑھے میں ڈالدیا جو مسلمانوں کو سالہا سال تک تپتی ریت اور سخت پتھروں پر گھسیٹتے اور گھسٹواتے رہے تھے۔ پس فرمایا جس طرح یہ لوگ ہمارے بندوں کو اُن کے بال پکڑ پکڑ کر گھسیٹتے ہیں اسی طرح ہم بھی اُن کے بالوں سے اُن کو گھسیٹیں گے مگر یہ خیال نہ کرنا کہ ہم ظلماً ایسا کریں گے۔ کیونکہ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ اسکی ناصیہ گھسیٹی جائے گی جو کَاذِبَۃٍ جھوٹی تھی خَاطِئَۃٍ خطا کار تھی۔ اور مجرم کو سزا دینا ظلم نہیں کہ تم یہ کہہ سکو کہ انہیں کیوں گھسیٹا جائے گا۔ گھسیٹا اس لیے جائے گا وہ مجرم اور خطا کار ہیں اور دنیا کا کوئی قانون مجرم کو سزا دینا ظلم قرار نہیں دیتا۔ (جاری تفسیر کبیر صفحہ ۲۸۶-۲۸۸)

## ضروری اعلان

جملہ قارئین مشکوٰۃ کی خدمت میں اعلان ہے کہ

☆ جملہ مضامین، رپورٹیں وتصاویر ودیگر قابل اشاعت matter ایڈیٹر مشکوٰۃ کے نام ارسال کیا کریں اور ہر قسم کے انتظامی نوعیت کے خطوط یا بدل اشتراک، تبدیلی ایڈریس وغیرہ کے متعلق خطوط مینیجر مشکوٰۃ کے نام تحریر کریں۔

☆ مشکوٰۃ میں جو حضرات بغرض اشاعت تصاویر وغیرہ بھجواتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ تصویر کی پشت پر مختصر تعارف معین تاریخ کے ساتھ Permanent یا Ball Point قلم سے ضرور درج کریں۔ غیر معروف نادر اسماء، خوش خط قلم سے لکھے جائیں اور ایسے اسماء انگریزی میں بھی لکھے جائیں۔

(ادارہ)

## اعتذار اور درخواست دعا

مشکوٰۃ کے گذشتہ شمارہ میں مکرم زکریا ورک صاحب آف Canada کا ایک تحقیقی مضمون بعنوان "بغداد نے دنیا کو کیا دیا" شائع کیا گیا تھا۔ اس میں مضمون نگار کا نام درج ہونے سے سہواً رہ گیا تھا۔ ادارہ اس کے لیے معذرت خواہ ہے۔

مکرم زکریا صاحب موصوف مشکوٰۃ کے خصوصی معاونینِ میں سے ہیں۔ جملہ قارئین سے موصوف کی صحت وسلامتی نیز دینی ودنیوی ترقیات کے لیے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔

(ادارہ)

# مسجد بیت الفتوح

(۱۳؍اکتوبر کو افتتاح کی مناسبت سے)

کس قدر سرشار ہیں حمد و ثنا سے احمدی
شکرِ للہ بن گئی مغرب میں اک مسجد نئی
چشمۂ توحید بن جائے یہ ہے سب کی دعا
قربِ مولیٰ کا وسیلہ اس کو پائے ہر کوئی

---

دورِ خامس میں عطا ہم کو ہوا یہ ارمغاں
رحمتِ باری کا اک پائندہ و زندہ نشاں
مرکزِ فتح و ظفر ہو جائے یہ بیت الفتوح
اس کے میناروں سے گونج اٹھے صدائے قادیاں

---

اس کی وسعت کو عطا کر اے خدائے مہرباں
وہ نمازی جن پہ تیری رحمتیں ہوں بے کراں
اس کو اپنے ذکر سے معمور صبح و شام رکھ
اور بنا اپنے کرم سے سجدہ گاہ قدسیاں

---

یہ ترا گھر ہے الٰہی! تو اسے آباد رکھ
ہر نمازی کو عطائے خاص سے دلشاد رکھ
تیرے گھر کے فرش پر آکر جو ہوں سجدہ گزار
ان کے گھر ہر درد ہر آزار سے آزاد رکھ

---

عابدوں کا نخلِ ایماں فضل سے شاداب رکھ
تشنہ روحوں کو لقا سے ہر گھڑی سیراب رکھ
تیرے بندے جب بھی آئیں در پہ تیرے اے خدا
اپنی رحمت کا کھلا ان کے لیے ہر باب رکھ

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن)

## کلام الامام

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ." (بخاری و مسلم)

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو ترک کردے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔"

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَ يُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَ هُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِیْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ" (مسلم)

ترجمہ: "جو یہ پسند کرتا ہے کہ اسے دوزخ سے دُور رکھا جائے اور جنت میں داخل ہو تو چاہیے کہ اس کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا سلوک کہ وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

"لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَ لَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، وَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" (بخاری و مسلم)

"ایک دوسرے کے ساتھ نہ بغض رکھو اور نہ حسد۔ نہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرو اور نہ قطع تعلق۔ اور اے خدا کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے۔"

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔" (کشتی نوح)

"اگر میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کوئی سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہیے کہ مَیں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم، یا سادگی سے اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیے کہ مَیں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہ ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۴)

"خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے، اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو، اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ، اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر اس کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جز بن گئی تھی کچھ آگ کے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے نجات پا گیا۔" (رسالہ جہاد صفحہ ۱۴)

# اپنی اولاد کے دلوں میں بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں

**اگر آپ اولاد کو دیندار بنانے کے لیے جہاد کریں گی اور دعائیں کریں گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شیطان کا کوئی تسلط آپ کی نسل پر نہیں ہوگا۔**

اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت کے موقعہ پر سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس کا

## روح پرور پیغام

لندن/۳-۱۰-۰۳-۹

عزیز ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے اطلاع دی ہے کہ آپ کا مُلکی اجتماع مورخہ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس میں شرکت کرنے والی تمام ناصرات اور لجنات کو اجتماع کی برکات سے مالا مال فرمائے۔ آپ اس میں جو بھی نیک اور بھلائی کی بات سیکھیں اسکو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے والی ہوں۔ اس موقع پر میرا آپ سب کو یہ پیغام ہے کہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے قیام کے مقاصد کو ہرگز نہ بھولیں۔ لجنہ اماء اللہ کے مقاصد میں سے اپنی اولاد اور خاص طور پر ناصرات الاحمدیہ کی تربیت کرنا اہم ترین مقصد ہے۔ اس کی طرف توجہ دینا ہر احمدی خاتون کی ذمہ داری ہے۔ عہدہ دار لجنات بھی اس ضمن میں پوری کوشش کریں لیکن اصل ذمہ داری ماؤں کی ہے جن کے پاس اولاد کا زیادہ وقت گذرتا ہے۔ اگر مائیں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گی تو بچے یا بچیاں اپنے ماحول اور اپنے سکول سے وہ باتیں سیکھیں گی جو اسلامی اقدار اور روایات کے خلاف ہیں۔ پس خاص طور پر اپنی بچیوں کی جنہوں نے اگلی نسل کی مائیں بننا ہے بچپن سے ہی اسلامی تعلیمات کے مطابق پرورش کریں۔ یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کم نہیں۔ اگر بچیوں کی تربیت اچھی ہوگی تو آئندہ بھی نیک نسلیں پیدا ہوں گی۔

اس زمانہ میں شیطان کا حملہ نت نئے انداز سے ہو رہا ہے۔ کہیں آزادیٔ نسواں کے غلط علمبرداروں کے ذریعہ۔ کہیں بے پردگی کے ذریعہ۔ کہیں ننگے لباسوں کے ذریعہ۔ کہیں بے ہودہ فلمیں دکھانے کے ذریعہ۔ تاکہ لوگ خدا تعالیٰ سے دُور ہوں۔ دین سے بے رغبتی ہو اور دنیا کی ظاہری چکا چوند کی طرف رغبت پیدا ہو۔ احمدی عورت کے لیے میرا یہ پیغام ہے کہ آپ نے ان چیزوں کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کرنی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عزم پر قائم رہتے ہوئے خود بھی شیطان کے ان حملوں سے بچنا ہے اور اپنی اولادوں کو بھی ان سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس لیے اپنی اولادوں کے دِلوں میں بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ ان کو خدا تعالیٰ کے احکامات کی متابعت میں زندگی گزارنے کی تلقین کریں۔ نمازوں کی عادت ڈالیں۔ قرآن کریم ناظرہ اور اس کا ترجمہ سکھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا تذکرہ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور آپ کی صحابیات کی سیرت کے تذکرے ان کے سامنے کریں۔ اگر آپ اپنی اولاد کو دیندار بنانے کے لیے جہاد کریں گی اور دعائیں کریں گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شیطان کا کوئی تسلط آپ کی نسل پر نہیں ہوگا۔ اللہ ایسا ہی کرے۔

آخر پر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ نصائح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آپ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں عورتوں کو فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

’’تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اسکی زینت سے بہت دِل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دِل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزّت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ اور اسراف نہ کرو۔ اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ ۶۷)

اللہ تعالیٰ آپ کو ان نصائح کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آپ کے دِلوں میں اللہ، رسول اور دین کی محبت نیز خلیفۂ وقت کی محبت اور اطاعت کا اعلیٰ جذبہ پیدا فرمائے۔ اللہ کرے کہ آپ کی آئندہ نسلیں بھی دینی تعلیم سے آراستہ اور اعلیٰ اخلاق سے مزیّن ہوں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے والی ہوں۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

**خلیفۃ المسیح الخامس**

ھذا من فضل ربی
K A Nazeer Ahmad
Mobile : 98471-87026
Phone: 0495-2405834 (Res.)
0495-2702163 (off.)

**Wholesale and Retail Sellers**

All Kinds of Belts, School Bags & Caps, Chappals

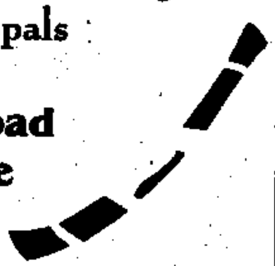

**13/602 F**
**Rly. Station Link Road**
**Near Apsara Theatre**
**Calicut-673002**

**Apsara Belt Corner**

# Janic Eximp

Manufacturers, Exporters & Importers Of All Kinds of Fashion Leather

16-D, Topla 2nd Lane, Kolkata-39
Phone 91-33-3440150
Mobile 09831075426
Fax 91-33-3440150
E-mail: janiceximp@usa.net

# خصوصی سرکلر

## از محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ مع جملہ اراکین مجلس خیر وعافیت سے ہونگے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ امسال اکتوبر میں قادیان میں منعقدہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے لیے درج ذیل پانچ نکاتی پروگرام کا اعلان فرمایا ہے:-

**۱)- نماز باجماعت کا خصوصی اہتمام**

**۲)- ترجمہ قرآن کریم سکھانے کا اہتمام**

**۳)- خدمت خلق**

**٤)- وقار عمل**

**۵)- تعلیم**

دوران سال ان پانچوں امور پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے مختلف پروگرام مرتب کئے جائیں۔ باقاعدہ منصوبہ بنا کر اپنی مجلس میں ان شعبوں میں بھرپور کام کیا جائے اور کارگزاری رپورٹ دفتر ہٰذا کو بھجوائی جائے۔ اس تعلق میں مزید تحریر ہے کہ

**نماز باجماعت کا خصوصی اہتمام:-** جملہ قائدین و عہدیداران مجالس اپنی اپنی مجلس میں اس بات کا تفصیلی جائزہ لیں۔ مناسب وعظ ونصیحت کے ذریعہ خدام واطفال کو نماز باجماعت کی پُرزور تحریک کریں۔ نماز فجر کے لیے جگانے کا بھی انتظام ہو۔ اگر قریب قریب گھر ہوں تو قادیان ہی کی طرز پر درود شریف اور دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے احباب کو جگایا جاسکتا ہے۔ جہاں کہیں مسجد نہ ہو تو نماز باجماعت کے لیے کسی مناسب جگہ کا انتخاب کیا جائے۔ کسی دوست کے مکان میں بھی اس کے لیے تحریک کرکے جگہ مقرر کی جاسکتی ہے۔ اور باقاعدہ اعداد وشمار کی روشنی میں ہر ماہ پروگرس رپورٹ مرتب کی جائے۔ سرِدست کسی ایک نماز کو بطور ٹارگٹ مقرر کرلیں اور اس کی حاضری بھی لے لی جائے۔ اس طریق سے ان شاء اللہ اراکین مجلس نماز باجماعت کے پابند بنانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

2- **ترجمہ قرآن سکھانے کا انتظام:-** محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے دوسری بات جس کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے وہ ترجمہ قرآن سکھانے کی طرف ہے۔ جیسا کہ اراکین کو علم ہے کہ سیّدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس طرف خصوصی توجہ دلا رہے ہیں۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر قادیان میں ایک نظارت تعلیم القرآن کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ اراکین کے معیار کے مطابق ترجمہ سکھانے کا علیحدہ علیحدہ انتظام ہو۔ اس سلسلہ میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایم ٹی اے میں نشر ہونے والی ترجمۃ القرآن کلاسز نہایت اہم ہیں۔ اساتذہ نہ بھی مہیا ہوں آپ ان Cassettes کی مدد سے بآسانی ترجمہ سیکھ سکتے ہیں۔

3- **وقار عمل:-** محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے اپنے خطاب میں اس شعبہ کی طرف بھی خصوصی توجہ دلائی ہے۔ جماعتی انتظامیہ کے تعاون اور مشورہ سے وقار عمل کے مختلف پروگرام مرتب کیے جائیں۔ Public مقامات کی صفائی، ہسپتال اور سکولوں کی صفائی، سڑکوں کی مرمت وغیرہ تعمیری کاموں کے لیے باقاعدہ منصوبہ بنایا جائے۔ اپنے دائرہ کو زیادہ وسیع کریں۔ اپنی گلی محلوں کے حدود سے باہر نکلتے ہوئے رفاہِ عام کے کاموں کی طرف توجہ کریں۔

4- **خدمت خلق:-** محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے اس شعبہ کو بھی پہلے سے زیادہ منظم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اپنے حالات و وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے پروگرام مرتب کریں۔ بلاامتیاز مذہب و ملّت مریضوں کی تیمارداری، علاج و معالجہ کی سہولتیں فراہم کرنا، میڈیکل کیمپ کا اہتمام، غرباء و مستحقین کی امداد، بیوگان و یتامیٰ کی کفالت، مسکین، یتیم واسیر کی دلجوئی وغیرہ۔

5- **تعلیم:-** محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے اجتماع کے آخری روز اپنے خطاب میں علم اور علماء کی فضیلت اور اہمیت پر خطاب فرماتے ہوئے اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو خصوصیت کے ساتھ اس میدان

میں آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ، محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم اور محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب جیسے عالمی شخصیتوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ نے خدام کو پُر زور تحریک فرمائی کہ علم کے میدان میں آگے بڑھیں۔ دنیا میں علم کا کوئی بھی میدان ایسا نہ ہو جس میں احمدی نوجوان پیچھے ہوں۔ آپ باقاعدہ جائزہ لیں۔ اپنی رپورٹ میں بھی اس کا ذکر کریں۔ کوئی بھی خادم یا طفل اس لحاظ سے پیچھے نہ رہے۔

جملہ قائدین و عہدیداران مجالس سے توقع کی جاتی ہے کہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے اعلان شدہ ان پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق نئے سال کا خصوصی لائحہ عمل مرتب کر کے اس کو اپنی مجلس میں جاری کرنے کی کوشش کریں اور اپنی ماہانہ رپورٹ میں بھی باقاعدہ اس کا اندراج کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام آپ کا بھائی

**محمد نسیم خان**

**صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت**

**NAVNEET JEWELLERS**

01872-20489(S)
20233,20847(R)

**CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO**

**FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS**

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

**Navneet Seth, Rajiv Seth**
Main Bazzar Qadian

**JMB Ricemill Pvt. Ltd.**

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا

# بیت الفتوح

## تعمیراتی کام کے ایمان افروز کوائف

...... محمد اعظم اکسیر صاحب

جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے وعدے بے شمار ہیں اور ان کی تکمیل وترتیب کے انداز بے حد وحساب ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمودہ مصرعہ

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا

اپنے سامنے رکھ کر امسال خلافت خامسہ کے اولین جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے مسجد ''بیت الفتوح'' کی سیر کی۔ میری خوش قسمتی کہ اس موقعہ پر بیت الفتوح کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کے لیے ایک بہترین گائیڈ موجود تھا۔ ان کے پاس مستند معلومات تھیں اور خاکسار کے باطن میں انہیں سمیٹنے کا جذبہ بھی فراواں تھا۔ 5.2 ایکڑ وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی یہ ایک الگ آباد دنیا تھی۔ مشہور سڑک لندن روڈ جس کا نمبر A24 ہے۔ اس پر واقع مارڈن کے وسیع علاقہ میں دو ریلوے سٹیشنوں کے درمیان بیت الفتوح کا خوبصورت نظارہ اسلام آباد سے آنے والے کر سکتے ہیں۔ دو بلند مینار زیر تکمیل ہیں۔ ہر ایک کا قطر ساڑھے تین میٹر ہے اور بلندی ایک کی 24 میٹر اور دوسرے کی ساڑھے پچیس میٹر ہے۔ ایک مینار کے ساتھ ہی بیت الفتوح کا مخصوص حصہ جو مستقلاً خانہ خدا کے طور پر ہے، اس کے اوپر بنایا ہوا جاذب نظر دلکش سبز گنبد ہے۔ صرف گنبد کہنے سے شاید نقشہ تصور میں نہ آئے اس کے متعلق چند اہم باتیں معلوم ہونے پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ گنبد کا قطر ساڑھے پندرہ میٹر ہے۔ اس کی سطح زمین سے بلندی 23 میٹر ہے جب کہ چھت سے بلندی یعنی گنبد کی ذاتی اونچائی آٹھ میٹر ہے۔ گنبد میں 377 مربع میٹر سٹین لیس سٹیل کی چادر استعمال ہوئی ہے۔ ٹمبر اور پلائی شیٹس الگ۔ سارا میٹریل بے شمار پیچوں Screws سے مربوط کیا گیا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایسے پیچوں کی تعداد 28000 ہے۔ جس خانہ خدا پر یہ گنبد تعمیر ہے اس کی دو منزلیں ہیں ایک مردوں کے لیے اور ایک خواتین کے لیے۔ ہر ایک حصے میں 1500 افراد کے لیے عبادت کرنے کی گنجائش ہے جبکہ ان دو حصوں کے علاوہ 3 عظیم الشان بڑے بڑے ہال ہیں نور ہال، ناصر ہال اور طاہر ہال نیز برآمدے اور گیلریاں وغیرہ نیز ملحقہ کمرے سب میں مجموعی طور پر بیک وقت دس ہزار بندگان خدا اللہ کے حضور سر بسجود ہو سکتے ہیں۔

اس خانہ خدا کی عظمت و وسعت جاننے کے لیے ساری معلومات حیرت انگیز تھیں۔ اب تک اس کی تیاری کے سلسلہ میں:

- 7246-- مکعب میٹر مٹی ہٹائی گئی۔
- 5647-- ٹن کنکریٹ استعمال ہوا۔
- 190.80-- ٹن سریا کام آیا۔
- 4.71-- کلو میٹر کنکریٹ کی ٹائلیں بنیادی ڈھانچہ قائم کرنے کے میں استعمال ہوئیں۔
- 519-- ٹن اسٹیل ورک ہوا۔
- 1136-- ٹن بلاک ورک ہوا جبکہ 9622 بلاک ٹائلیز کام آئیں۔
- 19440-- ٹن مقدار ہے پلستر وغیرہ کی صورت میں کام

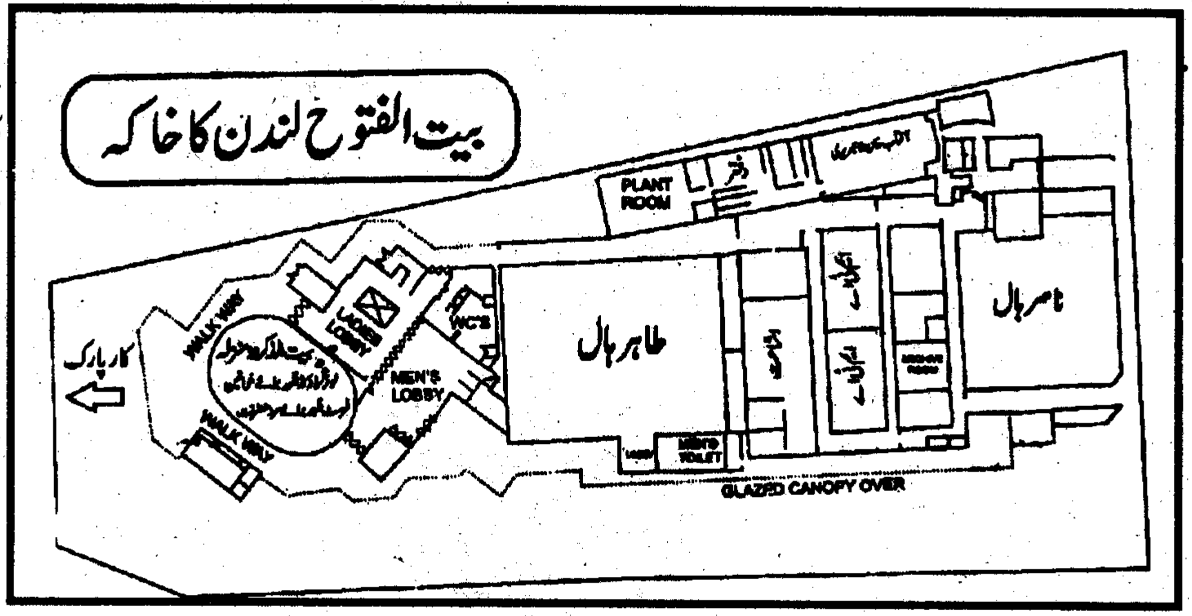

آنے والے مسالہ کی۔

ان کے علاوہ بے شمار کام ہیں سارے درو دیوار سجانے اور ڈسٹمپر وغیرہ کے سلسلہ میں اسی طرح مختلف مقامات پر گزرتے ہوئے سہارا دینے والے ایلومینیم سے تیار کردہ لگائے گئے جنگلے (ریلنگ)۔ ساری عمارت کو یکساں ٹمپریچر پر رکھنے کے لیے وسیع کمپوٹرائزڈ نظام۔ ہزاروں میٹر لمبائی میں پانی کی پائپیں وغیرہ۔ بہترین ساؤنڈ سسٹم اور کیمروں کا خوبصورت جامع نظام۔ عمارت کو گرم رکھنے کے لیے تہہ خانے میں ایک طرف پانی ابالنے اور پریشر سے اس کو دور دور تک پہنچانے کا وسیع انتظام ہے۔ غسل و وضو وغیرہ کا نہایت عمدہ انتظام کیا گیا ہے۔ مردانہ حصے میں 30 wc اور واش بیسن 33 جبکہ پاؤں دھونے کے لیے الگ وسیع جگہ مخصوص کی گئی ہے۔ عورتوں والے حصہ میں 29 WC اور واش بیسن دھونے کی جگہ اور بچوں کو تیار کرنے وغیرہ کے متعدد یونٹ بنائے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی غسل خانے (شاور) اور پینے کے لیے پانی کے دو جگہ اطمینان بخش وافر انتظامات ہیں۔

**بیت الفتوح میں نمازیوں کی گنجائش**

| | | |
|---|---|---|
| بیت الذکر مردانہ ہال | 1500 | افراد |
| بیت الذکر زنانہ ہال | 1500 | افراد |
| بیت الذکر سے ملحقہ جگہیں | 2500 | افراد |
| طاہر ہال | 2000 | افراد |
| نور ہال | 1000 | افراد |
| ناصر ہال | 1000 | افراد |
| کھلی جگہ دفتر | 400 | افراد |
| ویسٹ ونگ ایریا | 100 | افراد |
| **کل گنجائش** | 10,000 | افراد |

### ایک ایمان افروز موازنہ

بیت الفتوح کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ترقی پذیر تسلسل کے ضمن میں ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مسجد فضل لندن کے ساتھ بیت الفتوح کا موازنہ نہایت ایمان افروز ہے۔ پون صدی قبل کسی زبردست تحریک اور ہر طرف بھرپور انداز میں تحریک کے نتیجہ میں نمایاں قربانیاں پیش کرنے کا ایمان افروز مظاہرہ کیا گیا اور اب انہیں قربانیوں کی قبولیت ہے کہ پون صدی بعد کس طرح بڑے آرام و سکون سے بیت الفتوح کا کرشمہ ظاہر ہو رہا ہوا ہے۔ چند امور حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ''مسجد فضل'' کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوری 1920ء میں تحریک فرمائی تھی۔ جب کہ بیت الفتوح کے لیے تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فروری 1995ء میں فرمائی۔

۲۔ مسجد فضل اور اس کا ملحقہ کل رقبہ ایک ایکڑ ہے جبکہ بیت الفتوح کا مجموعی رقبہ 5.2 ایکڑ ہے۔

۳۔ مسجد فضل والی جگہ اگست 1920ء میں 2223 پاؤنڈ میں خریدی گئی اور بیت الفتوح والی جگہ مارچ 1996ء میں 22,30,000 پاؤنڈ میں۔

۴۔ مسجد فضل کا سنگِ بنیاد 19/اکتوبر 1924ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رکھا اور بیت الفتوح کا سنگِ بنیاد پچھتر سال بعد اسی تاریخ کو یعنی 19/اکتوبر 1999ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔

۵۔ مسجد فضل کی تقریب سنگِ بنیاد میں 200 مہمان شامل تھے جبکہ بیت الفتوح کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں 2000 مہمان تشریف لائے۔

۶۔ مسجد فضل کا تعمیراتی کام دس ماہ میں مکمل ہوا اور بیت الفتوح کا تعمیراتی کام چوبیس ماہ میں تکمیل پذیر ہوا۔

۷۔ مسجد فضل کے تعمیراتی اخراجات قریباً 4000 پاؤنڈ ہوئے جبکہ بیت الفتوح کی تعمیر و تکمیل پر قریباً پچاس لاکھ پاؤنڈ خرچ ہوئے۔

۸۔ مسجد فضل کی نہایت محدود گنجائش کے مقابلے میں بیت الفتوح میں عبادت الٰہی کے لیے بیک وقت دس ہزار بندگان خدا کی گنجائش ہے۔

۹۔ مسجد فضل کے ساتھ محمود ہال ہے جس کے رہائشی حصہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ قیام فرما ہیں۔ نیچے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، دیگر عمارتوں میں نصرت ہال، کتب کا سٹال، ایک ڈسپنسری اور لنگر خانہ ہے جبکہ بیت الفتوح سے وابستہ عمارتوں میں مرکزی دفاتر قائم ہیں۔ سابق امیر یوکے محترم آفتاب احمد خان صاحب سے معنون ''آفتاب خان لائبریری'' ہے۔ ایم ٹی اے اشاعت اور دیگر شعبہ جات کے دفاتر رواں دواں ہیں اور بہت وسیع لنگر خانہ اپنا فیض پہنچا رہا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی رفتار اور مقدار دیکھ کر روح وجد میں آتی ہے اور یہ سب عظیم الشان کامرانیاں برکات خلافت کے نتیجہ میں ہی ظاہر ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مرکز کو مغرب میں اسلام کی عظیم الشان فتوحات کا محاذ بنادے اور غلبہ اسلام کے اور سامان پیدا فرمائے۔ آمین

# اصلاح نفس

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ذیل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک لطیف مضمون درج کیا جا رہا ہے۔ حضورؓ نے یہ مضمون اگست ۱۹۱۳ء میں اخبار الفضل میں لکھا تھا۔ ادارہ مشکوٰۃ پہلی مرتبہ یہ مضمون حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے شائع کر رہا ہے۔ اس مضمون کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کے دل میں جماعت کے دوستوں کی اصلاح کے لئے کس قدر درد پیدا کیا تھا۔
نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ یہ عزم کر لیں کہ انہوں نے اپنے پیارے امام کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح کرنی ہے۔ پس اے احمدی نوجوانو! آپ ان نصائح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ادارہ)

**اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ○ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى وَاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ○** (قرآن شریف)

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب الٰہی پڑھتے ہو، کیا تم ان حرکات سے باز نہیں آتے اور اللہ تو مفسد اور مصلح کو جانتا ہے ہم مصلحین کے اعمال کو ضائع نہیں کرتے اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ملکوں کو ہلاک کر دے حالانکہ ان کے باشندے مصلح ہوں۔

**اَلَا وَاِنَّ الْجَسَد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلّہ واذا فسدت الجسد کلّہٗ اِلَّا وھی القلب۔** (بخاری)

خبردار! جسم انسانی میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ جب وہ درست ہو جائے تو سب جسم درست ہو جاتا ہے، اور جب وہ خراب ہو جائے تو سب جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خوب کان کھول کر سن رکھو کہ وہ حصہ گوشت قلب ہے۔

”بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر اندر سے بھیڑیے، بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر باطن ایک نہ ہو۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو“

(کشتی نوح)

”اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے کیوں دیکھتا ہے پر اس کانڈی پر جو تیری آنکھ میں ہے نہیں خیال کرتا؟ اے ریاکار! پہلے اس کانڈی کو اپنی آنکھ میں سے نکال تب تُو اس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا۔“ (لوقا باب 6 آیت 42-41)

جانتے ہو کہ مَیں نے اُوپر کیا لکھا ہے؟ ایک خدا کا کلام ہے، ایک اس کے رسول کا کلام ہے، ایک اس کے خلیفہ اور مامور الٰہی کا کلام ہے، ایک اس کا کلام ہے جو دنیا میں اصلاح نفس کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے آیا۔ لیکن نادانوں نے، ہاں انہوں نے جنہیں خدا نے اُن کے اعمال کے سبب چشم بصیرت سے محروم کر دیا ہے، خدا اور خدا کا بیٹا بنا دیا ہے۔

ان کلاموں کو پڑھو اور ان پر غور کرو۔ اور سوچو کہ خدا اور اس کے رسول تم سے کیا چاہتے ہیں۔ وہ سب کے سب بالاتفاق اصلاح نفس کی طرف تمہیں متوجہ کر رہے ہیں۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا اور اس کے رسولوں کی اجتماعی آواز کا جواب دیتا ہے اور اپنی ضد پر قائم نہیں رہتا، کامیابی اس کے لینے کیلئے ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے اور فلاح اس کے استقبال کے لئے دوڑی چلی آتی ہے۔ نجات اس کا ورثہ ہے اور آزادی اس کا مال ہے۔ تاریکیاں اس کے پاس نہیں پھٹک سکتیں اور ظلمت اس کے چہرہ کی روشنی سے پھٹ جاتی ہے، اندھیرے اس کے آگے سے دُور ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا کا مقبول ہے اور خدا اس سے پیار کرتا ہے، اس کا دل خدا کا عرش ہے اور اس کا سینہ محبتِ الٰہی کا جلوہ گاہ۔ کیا ہی تاریک دل انسان ہے وہ جو لوگوں کو نصیحت کرتا ہے لیکن آپ عمل نہیں کرتا۔ پس تم تاریکی کا پہلو اختیار نہ کرو، کیونکہ تاریکی وہیں ہوتی ہے جہاں نور نہ ہو۔ اور ظلمت کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دو کہ ظلمت کا قدم وہیں جمتا ہے جہاں روشنی نہ ہو۔ نور و ظلمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کی محبت اور شرارتِ نفس ایک جگہ جمع ہو سکیں۔ اپنے نفوس کی اصلاح کرو۔ ہر ایک بدی کو دل سے دُور کر دو، ہر ایک گناہ کو ترک کر دو، ہر

ایک شرارت کو چھوڑ دو، ہر ایک بد دیانتی سے علیحدگی اختیار کر لو، ہر ایک سیاہ کاری سے متنفر ہو جاؤ کہ اصلاحِ نفس کے بغیر انسان خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔

بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا سے کیوں دُور ہیں، ہمارے دلوں میں شکوک کیوں پیدا ہوتے ہیں، تسکین ہمارے دلوں کو کیوں حاصل نہیں، ثلجِ قلب ہمیں کیوں نہیں حاصل ہوتا، ہماری آنکھوں کو وہ نور کیوں عطا نہیں ہوتا جس سے ہم خدا کے کارناموں کو دیکھ سکیں، اس کی بادشاہت کی سیر کر سکیں۔

وہ اپنے نفوس پر غور کر کے دیکھیں کہ کیا خدا کے لئے انہوں نے کوئی قربانی کی ہے؟ کیا وہ اپنے ہر کام میں خدا کی محبت کو مقدم رکھتے ہیں؟ کیا جھوٹ بولنا، رشوت لینا، فریب و دغا کا استعمال انہوں نے ترک کر دیا ہے؟ کیا اس کے دین پر عمل پیرا ہونے کیلئے انہوں نے کوشش کی ہے؟ کیا واقعہ میں ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی اتنی بھی قدر ہے جتنی ایک پولیس مین کی عظمت وہ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں؟ کیا جس قدر تعزیرات ہند کے احکام پر عمل کرنے کے لئے وہ کوشاں رہتے ہیں خدا تعالیٰ کے کلام پر عمل کرنے کے لئے بھی اسی قدر کوشش کرتے ہیں؟ کیا بغض و حسد انہوں نے ترک کر دیا ہے؟ کیا اصلاح بین الناس کا کام انہوں نے اختیار کر لیا ہے؟ کیا ہنسی ٹھٹھا اور تمسخر ترک کر چکے ہیں؟ کیا حقارت و تکبر اُن کے دلوں سے دُور ہو گیا ہے؟ کیا دوسرے کے اموال پر دست درازی چھوڑ بیٹھے ہیں؟ کیا اپنے بھائیوں کی ایذا رسانی سے تائب ہو گئے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر دل جو گندا ہے اس میں خدا کس طرح آ سکتا ہے۔ کیا کوئی انسان ایسا بھی ہے جو نہایت ناپاک اور گندی جگہ کو پسند کرتا ہو؟ کیا لوگ اپنے مہمانوں کو غلیظ جگہ میں اُتارنا پسند کرتے ہیں؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ جب کسی کے ہاں کوئی حاکم آتا ہے تو وہ اپنے گھر کو معمول سے زیادہ صاف کرتا ہے، اس کے جالے اُتارتا ہے، اس کے کونوں میں گوڑا کرکٹ نکال کر باہر پھینک دیتا ہے، وہ مکان کو دھوتا ہے اور نئے سرے سے اس میں قلعی کراتا ہے اور ایک دلہن کی طرح اسے سجاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کوئی ناپاکی اس میں نہ رہ جائے اور وہ اپنی رائے پر ہی کفایت نہیں کرتا بلکہ اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو بُلا بُلا کر پوچھتا ہے کہ کیا یہ مکان صاف ہو گیا ہے یا نہیں اور اُن کے تسلی دینے پر بھی مطمئن نہیں ہوتا جب تک وہ حاکم جو اس کے ہاں آتا ہے آ کر خود اُسے تسلی نہیں دیتا۔

پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کی محبت اور اسکے جلال کو دل میں بُلائے، باوجود مہمان کی عظمت و شوکت کے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کرتے اور کچھ حرج نہیں دیکھتے۔ خدا تعالیٰ کو بُلانا چاہتے ہیں کہ وہ اُن کے دلوں میں گھر کرے، وہ ان کے سینوں کو منوّر کرے، اُن کی آنکھوں کو روشن کرے، اُن کی زبان کو برکت دے لیکن وہ نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ کس دل میں گھر کرے، کس سینہ کو منوّر کرے، کیا وہ اُس دل پر اپنا جلوہ ظاہر کرے جو طرح طرح کے گندوں سے پُر ہے؟ قسم قسم کی امراض میں مبتلا ہے، ہزاروں گناہوں سے ملوث ہے؟ کیا وہ اس سینہ کو منوّر کریں جو لاکھوں وساوسِ شیطانی کا مرکز و مجمع ہے، لشکرِ ابلیس کا جولانگاہ ہے، جو خیالاتِ بد کے اندھیرے بادلوں سے تاریک ہو رہا ہے؟ کیا وہ پاک وجود اس قابل ہے کہ تم اسے ایسی جگہ بُلاؤ؟ ہاں وہ کس آنکھ کو روشن کرے کیا اُسے جو اُس کے احکام کے خلاف حلال سے بڑھ کر حرام کی طرف جانے میں کچھ حرج نہیں دیکھتی؟ کیا اُسے جو اُن نظاروں کے دیکھنے میں خوش ہوتی ہے اور سرُور محسوس کرتی ہے جن کے دیکھنے سے خدا ناراض ہوتا ہے؟ کیا خدا اُس زبان کو برکت دے جو جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتی، جو دین کے معاملہ میں بھی تمسخر میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتی، جو بے گناہ انسانوں، پر غافل محصومین پر الزام و بہتان لگانے سے ہچکچاتی نہیں، جو تلوار کی طرح تیز ہے اور دوست و دشمن کے دلوں کے کاٹنے میں حد سے زیادہ دلیر ہے؟ کیا اس زبان کو برکت دے جو کفر کے کلمات بکتی ہے اور غیر اللہ کی تعریف و توصیف میں وہ کلمات استعمال کرتی ہے جو خود خدا کی تعریف و توصیف میں استعمال نہیں کرتی؟

خوب یاد رکھو کہ پاک، ناپاک جگہوں میں نہیں داخل ہوتے۔ خدا تعالیٰ بھی انہی سے تعلق رکھتا ہے جو اپنے نفوس کی اصلاح کرتے ہیں، نہ ان کی جو خود گندوں میں ڈوب کر صرف لوگوں پر جرح و تعدیل میں مشغول رہتے ہیں۔

پس اصلاحِ نفس میں لگ جاؤ کہ اس کے بغیر تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لوگوں پر حملہ کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ جس شیطان کو تم قتل کرنا چاہتے ہو وہ تمہارے دل میں بیٹھا ہے۔"

## خصوصی تعاون

مکرم منظور احمد صاحب ٹھاکر نمائندہ مشکوٰۃ ریشی نگر ماشاء اللہ مشکوٰۃ کے مرکزی نمائندوں کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں اور بہت محنت سے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی کاوشوں کے نتیجہ میں ریشی نگر میں خریداران مشکوٰۃ کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں بے حد برکت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ بجالانے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ ظفر اللہ خان، انسپکٹر مشکوٰۃ

پیش کرتے ہیں۔ آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب اور ربر شیٹ
ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

NIR

Soniky

NEW-INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34A, DEBENDRA CH.DEY ROAD KOLKATA-700015 (INDIA)
Phone:(Off.): 2329-0611/2288/0463/1287; 2328-3553/3560
(Res): 2240/2012 E-mail: newindia@cal2.vsnl.net.in
Fax: 033-23298954

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس سوال و جواب سے منتخب

# عرفان کے موتی

منعقدہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء

سوال: ذیابیطس کے مریض کو جو انسولین لیتا ہو، روزہ رکھنے کی اجازت ہے کہ نہیں۔ ڈاکٹری مشورہ تو یہی ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے مگر اس مشورہ پر پورا اطمینان نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے۔ اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو تو بعد کے ایام میں گنتی پوری کر لو۔ لیکن اگر نہ پوری کر سکو تو پھر فدیہ کا طریق ہے جو ہر شخص کے اختیار میں ہے۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے مریض ہونے کا فیصلہ تو ڈاکٹر ہی کرے گا اور ڈاکٹر سب سے اچھا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اگر ڈاکٹر کہتا ہے کہ تمہارے لیے انسولین لگانا ضروری ہے اور اتنے وقفوں میں ضروری ہے تو یہ بالکل صحیح ہے اس کے مطابق عمل کریں۔

سوال: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو ربّ العالمین فرماتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین قرار دیتا ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تعلق ہے تو اس دنیا کے علاوہ اور بھی بہت سارے عالم ہیں اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی وسعت اس دنیا میں تو ظاہر ہے دیگر دنیاؤں کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جواب: یہ جو محاورہ ہے رحمۃ للعالمین کا اس کا قرآن کریم میں متفرق جگہوں میں مختلف شکلوں میں ذکر ملتا ہے اور قرآنی محاورہ کی ہی رُو سے اس کا ترجمہ ہونا چاہیے۔ عالمین پر فضیلت دینے کا ذکر جہاں آتا ہے۔ وہاں یہود کو کل عالمین پر فضیلت دینے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ آل عمران کو کل عالمین پر فضیلت دینے کا ذکر بھی ملتا ہے اور بہت سے ذکر ہیں اور حضرت مریم کو کل عالمین کی عورتوں پر فضیلت دینے کا ذکر ملتا ہے۔ تو جہاں جہاں بھی لفظ عالمین ہے۔ اس کا ترجمہ سورتحال کے مطابق کیا جائے گا۔ رحمت للعالمین صرف ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ملتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر عالمین کا ترجمہ پوری کائنات کیا جائے تو پھر پہلے عالمین کا کیا ترجمہ کیا جائے گا۔ پہلے جتنے عالمین ہیں اُنکا ترجمہ کچھ ایسا مدلل اور معقول ہونا چاہئے جسکے نتیجہ میں ہم سمجھ سکیں کہ یہاں محدود عالم مراد ہیں۔ اور آگے وسیع تر عالم مراد ہیں۔

اس ضمن میں شروع ہی میں جب میں نے یہاں (لندن میں) رمضان میں سورۃ فاتحہ پر درس دئے تھے۔ اس میں یہ مضمون خوب کھول دیا تھا کہ اصل میں لفظ عالم معلوم چیز کو کہتے ہیں۔

اور عالمین کا تصور وقت کے گزرنے کے ساتھ بڑھتا اور پھیلتا گیا ہے مثلاً مشرق بعید کی بات ہو تو انکا عالم مشرقِ بعید تک ہی محدود تھا۔ ہندوستان کا عالم ہندوستان تک ہی محدود تھا۔ اور بنی اسرائیل کا عالم اس خطہ تک محدود تھا جہاں وہ بھیجے گئے اور اس زمانہ میں کل عالم کا تصور تو درکنار امریکہ کے ہی وجود کا علم نہیں تھا۔ تو عالم کا تصور پھیلتا گیا ہے اور اس کے علاوہ بعض اور علامتیں ایسی ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ العالمین کی حیثیت سے تمام بنی نوع انسان پر محیط دکھاتی ہیں اور وہ جو محدود عالمی تصور تھا اس سے نکال کر ایک وسیع تر بین الاقوامی تصور کی طرف لے جاتی ہے۔ ان آیات میں مثلاً ایک آیت یہ ہے جہاں نہ بنی اسرائیل فرمایا ہے نہ عرب فرمایا نہ عجم (تو کہدے اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں)

پس جب تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تو عالم کا تصور بھی تمام بنی نوع انسان تک پھیل گیا اور یہاں عالمین کا محدود ترجمہ کرنے کا ہمیں حق نہیں رہا۔

دوسرا جو لطیف اشارہ ہے وہ لفظ رحمت میں ہے رحمان کی تعریف جو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ☆ ہر چیز پر اللہ کی رحمت وسیع ہے۔ یہ جو مضمون ہے یہ عالمی رسول کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کو رحمت العالمین نہیں کہا گیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جب آپ کا زمانہ شروع ہوتا ہے اور یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ قیامت تک اس رسول کو چھوڑ کر اس کے دائرہ عمل سے باہر کوئی اور نبی نہیں آ سکتا۔ کتاب آخری کتاب ہے۔ تمام بنی نوع انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے۔ اس کے بعد آخری دنیا تک جو عالم کا تصور ہمارے یہاں اُبھرتا ہے وہ تصور اسلام کے اوپر بھی اطلاق پاتا رہیگا۔ لیکن جہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ باقی کائنات کا اس عالمین کے ساتھ کیا تعلق ہے تو وہ ایک

الگ مضمون شروع ہوتا ہے جس پر میں اب روشنی ڈالتا ہوں۔

باقی کائنات کے متعلق ہمیں ابھی تک کوئی علم نہیں ہے۔ جو علم ہے وہ اتنا سرسری اور محدود ہے کہ اس کو علم نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم یہ پیشگوئی فرماتا ہے اور قیامت تک کے لئے یہ پیشگوئی نافذ ہے ☆ (یعنی) اے بنی نوع انسان کے جن وانس کے چوٹی کے لوگو تم کوشش تو ضرور کرو گے لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ تم زمین وآسمان کی قطار سے باہر نکلو گے تو کوشش کر دیکھو۔ تم سوائے استدلال کے اور کسی ذریعہ سے نہیں پہنچ سکتے۔ یہاں علم کا لفظ نہیں فرمایا۔ سلطان ایک غالب استدلال کو بھی کہتے ہیں اور وہ غالب استدلال امکانات کی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ حسابی دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے جو اتنا قطعی ثابت ہو گیا ہے کہ اب تک کائنات کے جتنے کنارے دریافت ہوئے ہیں اس میں مختلف فاصلے بیان کئے جاتے ہیں جو روشنی کے سالوں سے ناپے جاتے ہیں ان میں جو سب سے زیادہ فاصلہ بیان کیا جاتا تھا وہ بیس ارب سال ہے۔ بیس ارب سال کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان ایک پیغام لے کر اگر روشنی کی شعاع کے کندھے پر بیٹھ جائے ور ایک لاکھ اسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے اڑے تو بیس ارب سال میں وہ دوسرے کنارے تک پہنچے گا کیونکہ وہ کنارے پھیل رہے ہیں اور تقریباً روشنی کی رفتار سے پھیل رہے ہیں۔ تو یہ ایک لامتناہی سفر ہوگا۔ تو رسول تو پیغمبر ہوتا ہے۔ اور اگر پیغام ہی نہ پہنچے تو پیغمبر کیسے بنے گا۔ اب تک جو ہم نے دیکھا ہے پیغام رسانی کا نظام وہ اس دنیا پر تو محیط ہے۔ اور الیکم کا لفظ اس کی تائید کر رہا ہے۔ لیکن اس کے سوا کسی اور کے نام یہ پیغام معلوم نہیں ہوتا۔ نہ اس کے ذرائع مہیا کئے گئے ہیں اور کل عالم کا رسول ہونے کے باوجود اس عالم میں جو ہمیں معلوم ہے۔ اس میں حیوانوں کی طرف نہیں ہے۔ چڑیوں کی طرف نہیں ہے۔ چڑیوں کے لئے رحمت اور بات ہے ان کی طرف رسول ہونا اور بات ہے۔

جو رحمت کا مضمون ہے وہ اس سے وسیع تر ہے جو رسالت کا مضمون ہے اور اس مضمون کو ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ اب افلاک کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے مگر ہمارے معروف دائرے میں جو افلاک ہیں جہاں کسی حد تک انسان کی رسائی ممکن ہے ان کی پیدائش کا کوئی مقصود نہیں ہے سوائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں اور یہ تمام افلاک آنحضورؐ کی آخری صورت میں تخلیق میں مددگار اور معاون ثابت ہوں اس پہلو سے جو رحمت کا مضمون ہے اس دنیا سے باہر بھی جاتا ہے اور زمانوں میں بھی، ماضی میں بھی جاتا ہے مستقبل پر بھی حاوی ہو جاتا ہے۔

وہ اس طرح کہ اگر آپ ایک درخت لگائیں اور مقصد یہ ہو کہ اس کو آم کے پھل لگیں تو درخت کے لئے اتنی محنت آپ کرتے ہیں اور اس سے پہلے جو زمین میں اس درخت کے لئے جو تیاری ہو چکی ہے وہ بے انتہا باریک در باریک پیغام قدرت نے ان خلیوں میں لکھ دیئے ہیں۔ جنہوں نے بالآخر درخت پر منتج ہونا ہے۔ لیکن آم کے درخت آم دینا چھوڑ دیں تو ان درختوں کو آپ کیا کریں گے۔ سوائے اس کے کہ آپ کاٹ کر ایندھن بنا دیں۔ اور کوئی مقصد نہیں رہے گا۔ اس وقت یہ نہیں سوچا جائے گا کہ دیکھو اس کی تیاری میں ایک ارب سال لگا تھا۔ اور اس تیاری کے بعد اب تم درختوں کو بیدردی سے کاٹ رہے ہو اور جب مقصد نہ رہے تو پھر اس کی پرواہ نہیں رہتی۔ اب کرسیوں پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں کرسیوں کی تیاریاں ہوئی ہیں درخت کب سے لگے ہوئے جو کرسی بیٹھنے پر گر جائے اس کو آپ توڑ کر پھینک دیں گے آگ لگا دیں گے۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا کہ آم کے درخت کو آم لگیں تو شروع ہی سے اللہ تعالیٰ آم کے درخت کی تیاری ہی نہ کرتا۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا کہ کیلے کے درخت کو کیلے لگیں تو کیلوں کے پھلوں کی تیاری شروع سے ہوتی ہی نہ۔ تو اب دیکھیں پھل کی رحمت کسی طرح پہلے موجودات جو اس سلسلے کے موجودات ہیں۔ ان پر دور تک اثر انداز ہوتی چلی جاتی ہے ماضی کے آخری کنارے پر پہنچ جاتی ہے تو دراصل رحمۃ العالمین کا مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا عظیم وجود تھا جس کو خدا تعالیٰ کی سب سے زیادہ شناسائی ہوئی تھی۔ ایسی شناسائی جو ملائکہ کو بھی نہیں تھی، اس وجود کو پیدا کرنے کے لئے زمین وآسمان کی تیاری ہوئی ہے۔ اس سے پہلے جتنے وجود بنائے جانے ضروری تھے۔ جن جن شکلوں میں زندگی کو تخلیق کرنا لازم تھا۔ وہ سارے زیر احسان ہیں اس آخری پھل کے جس کے لئے تیاری ہو رہی تھی۔ تو اس پہلو سے درجہ بدرجہ عالم کا مضمون بڑھتا چلا گیا۔ رسالت کا مضمون پھیلتا چلا گیا اور رحمت کا مضمون تو ہر دوسرے مضمون پر حاوی ہو گیا۔

**سوال: حدیثوں سے ثابت ہے کہ عورتوں کے لئے مسجد میں جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے۔ کیا تراویح یا اعتکاف بیٹھنے کے لئے عورتوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے؟**

جواب: جو چیز فرض نہ ہو اس پر پہلے یہ سوال اٹھایئے کہ جو فرائض نہ ہوں، ان کے لئے حوصلہ افزائی کرنا چاہئے یا نہیں جو فرائض نہیں ہیں یا اگر وہ بدیاں ہیں تو پھر ہرگز اس کو Encourage نہیں کرنا چاہئے اگر وہ نیکیاں ہیں تو وہ نوافل میں آتی ہیں اور نوافل کی ترغیب قرآن کریم خود دیتا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لئے نوافل ہوں گے۔ نوافل کی تو بڑی واضح تلقین قرآن فرماتا ہے۔ اس لئے اگر وہ دائرہ جو فرائض کے دائرہ سے باہر کا ہے اس میں عورتوں کو ترغیب دی جائے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔

سوال: کیا گھر میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب: اس اعتکاف کا ذکر قرآن وحدیث وسنت میں موجود نہیں کہ گھر میں اعتکاف بیٹھو۔ قرآن کریم کے نزول کے بعد اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ قرآن کریم کے نزول سے پہلے زکریا کے ذکر میں حضرت مریم کے ذکر میں ایک حجرہ میں بیٹھ رہنا۔ اس قسم کے مضامین تو ملتے ہیں۔ راہبوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس مقصد کیلئے یہ اجازت دیتا تھا وہ اس مقصد کو بھلا کر اس سے ہٹ گئے۔ تو دین نے پھر راہب ہونے کی کوئی ترغیب نہیں فرمائی۔ بلکہ اس سے منع فرمایا ہے زندگی کے ساتھ مل کر اپنی جدوجہد کو اس طرح شامل کر دینا کہ روزمرہ کے کام اور عبادت اور جہاد میں کوئی فرق نہ رہے۔ یہ سب سے اعلیٰ دینی تعلیم ہے۔ الگ الگ حجرے بنا کر وہاں اعتکاف بیٹھ جانا اس کا کوئی مضمون نظر نہیں آتا۔ لیکن اس طرح منع نہیں ہے کہ گویا حرام ہے۔ اگر کوئی بیٹھتا ہے تو اپنا شوق ہے یا نیکی کا جذبہ ہے۔ تو ایک کونے میں بیٹھ کر عبادت کرے بیشک لیکن اس پر اعتکاف کی شرطیں عائد نہیں ہونگی۔ اعتکاف کی جو شرائط ہیں ان کا ذکر مسجد میں ملتا ہے کسی گھریلو کونے میں بیٹھ کے عبادت کرنا ہرگز منع نہیں ہے لیکن اسے مسجد کا کونہ بنا کر اعتکاف کی شرائط اس پر عائد کر دینا مناسب نہیں۔

**سوال: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ جیسے لفظ السمٰوٰت ہے اور زمین کے لیے الارض واحد کا صیغہ ہے۔ اگر ہم گردوپیش دیکھیں تو ایک ہی آسمان کو تصور ہے۔ جب کہ زمینیں ایک سے زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ہماری زمین یا مریخ کی زمین۔**

جواب: اول تو آپ نے قرآن کریم کی طرف وہ بات منسوب کر دی ہے جو بعینہ اس طرح قرآن نے بیان نہیں فرمائی ایک ہی آسمان کہنا بالکل غلط بات ہے۔ Galaxies کا ایک اپنا آسمان ہے اور اتنی بے شمار Galaxeies ہیں کہ آپ ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ نئی نئی دریافتیں ہو رہی ہیں۔ تو وہ سب آسمان ہیں۔ سماء الدنیا کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور سماء الدنیا سے مراد اس دنیا کے گرد جو فضائی نظام طبقہ بہ طبقہ موجود ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اسے ہم نے حفظ کے طور پر بنایا ہے تاکہ باہر سے آنے والے ستارے اجرام زمینی کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور شیطان مارد میں بھی وہ آ جاتے ہیں جو ریز (Rays) ہیں جو ہمارے لیے خطرناک اور مضر ہیں اس نظام کو اس طرح گہرائی سے مطالعہ کریں تو حیرت انگیز ڈیک سماء کا تصور پیدا کرتا ہے جو سماء الدنیا کہلاتا ہے۔ میں نے اپنے دور کے پہلے جلسہ سالانہ میں علمی تقریر کا سلسلہ شروع کیا تھا اس میں یہی مضمون بیان کیا تھا کہ جو قرآن کریم نے ایک انصاف Absolute Justice (عدل) احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کا مضمون جاری وساری ہے اس حوالہ سے میں نے سماء الدنیا کا بھی ذکر کیا تھا اور اس میں وہ سائنسی حوالے دے کر تفصیل بیان کی ہے کہ کس طرح قرآن کریم نے ایک ایک چھوٹے سے فقرے میں اتنی گہری حقیقتیں بیان کر دی ہیں جن کو ابھی تک سائنسدان پوری طرح اخذ نہیں کر سکے نہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان کی باریکیوں کو ابھی تک سمجھ سکے ہیں۔ لیکن یہ بہرحال قطعی بات ہے کہ وہ حفظاً من کل شیطان مارد کے مضمون کے پوری طرح قائل ہیں۔

اوزون ہول اگر ذرا سا بھی نارتھ پول کی طرف ہو جائے تو ساری دنیا کے اہل علم کو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک Hole تو ایک حصے سے تعلق رکھتا ہے اور جو ساری کائنات پہ طبقہ بہ طبقہ ہماری حفاظت کے انتظامات ہیں۔ یہ سب سماء الدنیا ہیں۔ تو یہ کہنا کہ ایک آسمان ملتا ہے بالکل غلط بات ہے اس آسمان کو بھی مختلف آسمانوں میں بانٹا گیا ہے اور وہ حوالہ دیتے ہیں کہ یہ فلاں آسمان ہے، یہ فلاں آسمان ہے، یہ فلاں آسمان ہے، اور پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سی ایسی Galaxies ہیں۔

جہاں تک زمین کا تعلق ہے چونکہ انسان کو اس کی زمینی حیثیت یاد دلانے کی خاطر بار بار زمین اور اس کے گرد پھیلے ہوئے آسمانوں کے حوالے سے تعلیم دی جا رہی ہے۔ اس لیے واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ مگر یہ خیال کر لینا کہ یہ انسانی کلام تھا اور ایک ہی زمین کا تصور موجود تھا۔ یہ اس لیے غلط ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ہم نے سموات پیدا کیا اور زمینیں بھی انہی کی طرح پیدا کی ہیں۔ تو جس کلام نے اتنی وضاحت سے بکثرت زمینوں کا ذکر اپنے اپنے آسمان کے حوالے سے کر دیا ہے اس کے اوپر یہ اعتراض اٹھ ہی نہیں سکتا کہ آسمانوں کا ذکر تو جمع میں کر رہا ہے اور زمین کا ذکر تو واحد میں کر رہا ہے یہ زمین بھی آسمانوں کی طرح ہی اسی نسبت سے پیدا کی گئی ہے۔ والارض نہیں فرمایا ومن الارض یعنی زمین از نوع زمین یہ لفظ بہت اہم ہے عربی محاورہ میں من الارض کا مطلب یہ ہے کہ از نوع زمین یعنی ویسی ہی پیدا کی ہیں جیسا کہ آسمان پیدا کیے ہیں اور یہ مراد نہیں

ہے کہ آسمان جتنے ہیں اتنی ہی زمینیں۔ مطلب ہے کہ ان کی مطابقت کے ساتھ، ان کے نظام سے ملتا جلتا نظام ہے۔

**سوال: عذاب قبر اور عذاب قیامت میں کیا فرق ہے۔ کیا عذاب دو دفعہ ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قبر کے پاس سے گزر رہے تھے تو حضورؐ نے فرمایا اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے؟**

جواب: نیک آدمی کے لیے جنت کی طرف ہوا کے لیے کھڑکی کھلتی ہے۔ اور جہنمی کے لیے جہنمی ہوا کے لیے۔ قبر کے پہلو سے کھڑکی کھلتی ہے۔ ظاہری الفاظ میں یہ مضمون سمجھ نہیں آسکتا۔ اگر ظاہر پر چسپاں کریں تو یہ ناممکن ہے کیونکہ جب قبر کھودی جاتی تو کچھ کے پہلو سے دو چار کھلی کھڑکیاں ملتیں جو جہنم کی ہوا سے بہت مہکتی ہوئی اور یہ پر لطف منظر پیش کرتی کھڑکیاں نظر آتیں۔

قبر اس درمیانی دور کو کہتے ہیں جس میں زندگی بہت لمبے ترقیاتی دور میں سے گزرے گی۔ یعنی روح کی زندگی مراد ہے اور رفتہ رفتہ وہ ارتقاء پذیر ہوتی ہوئی اس آخری مقام تک پہنچے گی کہ جب اللہ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا تو وہ ایک مکمل روحانی وجود کے طور پر اٹھ کھڑی ہوگی وہ جو روحانی وجود ہے وہ اس تمام عرصے میں جہنم میں سے گزر کے آیا ہے یا جنت میں سے گزر کر آیا ہے۔ اور اس کی مثال قرآن کریم نے بڑی عمدہ دیدی ہے کہ تمہاری پہلی تخلیق اور دوسری تخلیق سوائے نفس واحدہ کے طریق کے اور کسی طریق پر نہیں ہوگی ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے نفس واحدہ کے طور پر پیدا ہوتا ہے اس نفس واحدہ کے پیدا ہونے پر اگر ہم غور کریں کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ غور کرو کہ خدا تمہیں ارحام میں کیسی مختلف صورتیں دیتا ہے جیسے جیسے وہ چاہتا ہے۔

اب یہ مضمون جو ہے نفس واحدہ والی آیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ جہنمی بچہ، ان معنوں میں کہ وہ بیمار ہے، ناسور لے کر پیدا ہو رہا ہے کئی قسم کی ظلمات میں پل رہا ہے اور ایسا بچہ بن رہا ہے جس کا اس دنیا میں آنا ایک مستقل عذاب کی شکل بن رہا ہے یہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اچانک انہیں ایسا ہوگا۔ (جو پیدائش کا دور ماں کے پیٹ سے شروع ہوتا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں) اس کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ دیکھو وہاں کچھ ایسے بچے ہیں جو درجہ بدرجہ آگے بڑھ رہے ہیں لیکن ان کی تخلیق میں نقائص رہ جاتے ہیں۔ اور وہ نقائص پیدائش سے پہلے پیچھے رہتے ہیں اور پیدائش کے بعد اچانک دکھائی دینے لگتے ہیں۔ لیکن بچے کو کچھ نہ کچھ محسوس ضرور ہوتا ہے۔ ماں کو بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بیمار بچہ جب پیٹ میں پرورش پا رہا ہوتو بیمار بچہ صحت مند بچے کی طرح نہیں ہوتا۔ کبھی اس کے سانس بند ہو رہے ہوتے ہیں کہیں ایک اور اس کو مصیبت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ ماں کی ساری حمل کی زندگی بے قرار گزرتی ہے۔ اور جو صحت مند بچہ ہے اس کا ٹانگیں مارنا بھی ماں کو اچھا لگتا ہے اس کے انداز ہی مختلف ہیں تو یہ نو مہینے میں جو کچھ ہو گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح نو مہینے کے اندر اندر روح اتنی تیزی کے ساتھ ترقی کرے گی۔ ان سب ادوار سے گزر جائے گی۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود اسی آیت میں رکھ دیا ہے تمہاری پہلی تخلیق بھی اور تمہاری دوسری تخلیق بھی ہم مثل ہے اور اس تخلیق کو سمجھنے کے لیے ماں کے پیٹ میں بچے کی بدلتی ہوئی صورتیں دیکھو اور وہ صورتیں وہ نو مہینے میں گزر رہی ہیں لیکن پہلی تخلیق کا تصور پیش کر رہی ہیں جو اربوں سال تک ہی پھیلا ہوا ہے اور اس تمام عرصے تک پھیلا ہوا ہے جس میں زندگی نے جنم لیا اور مختلف ادوار سے یعنی حیواناتی حیات نہ کہ نباتاتی حیات کی بات کر رہا ہوں میں۔ وہ جس جس دور میں سے گزرتی ہے بچہ اس دور کی تصویر بنتا چلا جاتا ہے اور آغاز سے لے کر نو مہینے کے اندر وہ پہلے تمام دور کی وہ تصویر کھینچ لیتا ہے یا اس کے نادر کی تصویریں یکے بعد دیگرے اس تیزی کے ساتھ گزر رہی ہیں کہ آپ اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ مگر ان ادوار کی یاد کو وہ زندہ رکھے ہوئے ہے۔ اور ان ادوار کو پیش کرتا ہے۔

اس ضمن میں میں نے ایک دفعہ غور کیا، ہمارے احمدی سائنسدانوں کا کام ہے کہ اس پر ریسرچ کریں۔ کیا اس میں کوئی قابل تفکر نکتہ ہے کہ نہیں اگر ہم ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے معلوم کرلیں جیسا کہ اکثر ہو چکا ہے کہ آنکھ کس وقت پیدا ہونا شروع ہوتی ہے اور اس کو نو مہینے کے اندر کیا نسبت ہے دل کس وقت پیدا ہوتا ہے اور اس کو اس نو مہینے کے وقت کے اندر کیا نسبت ہے، تو اس پہلو سے آپ دیکھیں گے کہ نو مہینے کے دن بنائیں۔ اور دن کو چوبیس گھنٹے سے ضرب دیں۔ پھر اس کو چوبیس گھنٹے کے دن بنائیں پھر اس سے سیکنڈ بنائیں اور ان سے ضرب دیتے چلے جائیں اور پھر سیکنڈ کے لمحے بنالیں اور اس کا انطباق کردیں زندگی کے ارتقاء کی معروف تاریخ تک تو مجھے ایک دفعہ خیال آیا کہ بعید نہیں کہ یہ تصویر اتنی تکمیل کے ساتھ اس پر پوری اترے کہ زندگی کے لمبے ارتقائی دور میں جب آنکھ بنی تھی اس کو آج سے لے کر اس زمانے سے جو نسبت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں آنکھ بننے کا عمل وہی نسبت رکھتا ہو، اور اس کے ارتقائی دور کی ہر منزل وقت کے لحاظ سے بھی وہ مناسبت رکھتی ہو یہ ایک تحقیق کے قابل مضمون ہے۔ لیکن جو تحقیق شدہ بات ہے وہ یہ ہے کہ زندگی دراصل بہت لمبے عرصے میں نشوونما

پا کے اس منزل تک پہنچی ہے جسے ہم نو مہینے میں دیکھ لیتے ہیں تو نو مہینہ بچّے کا ایک برزخی دور بیان کیا جاتا ہے جو پہلے دور پر بھی روشنی ڈال رہا ہے کہ بہت لمبا ہے اور آئندہ دور پر بھی روشنی ڈال رہا ہے کہ بہت لمبا ہوگا۔ چھوٹا نہیں ہوگا تو نو مہینے پر غور کرنے سے ہی تو ہم نے Evolution کی اربوں سال کی تاریخ معلوم کی۔ تو آئندہ دنیا کی بھی جب روح ترقی کرے گی اس کی اربوں سال کی تاریخ سامنے پڑی ہوگی۔

اس بات کا جو یہ استنباط ہے اس کی تائید میں قطعی قرآنی شہادت یہ ہے کہ جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو آپس میں باتیں کریں گے کہ ہم کتنا عرصہ وہاں رہے۔ زمین پر ہم کتنا عرصہ رہے۔ تو کوئی کہے گا کہ ایک دن اور اس سے بھی تھوڑا۔ اور اللہ کہے گا کہ یہ بھی درست نہیں اس سے بھی بہت تھوڑا اب واقعہ یہ ہے کہ ایک زندگی کو ایک دن کے تھوڑے سے حصے سے جو نسبت ہے ان کے جی اٹھنے کو ان کے سابقہ جینے کے زمانے سے کم و بیش وہی نسبت ہوگی اور جتنی دور کی چیز ہو اتنی چھوٹی دکھائی دیتی ہے آپ کا بچپن اتنا لمبا گزرا آپ کو تو چند لمحوں میں گزرا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ستارے بھی جتنے دور ہوتے چلے جاتے ہیں چھوٹے ہوتے چلے جاتے ہیں زمانے کا بھی یہی حال ہے تو اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ تمہارا حشر نشر اتنی دیر بعد ہوگا کہ جب تم گزشتہ زندگی کا تصور کرو گے تو بہت بعید کے زمانے میں ایک چھوٹا سا نقطہ دکھائی دیگا۔ تو یہ سارے مضامین قرآن کریم نے کھول دیے ہیں۔

**سوال: جب ہم دعا کرتے ہیں۔ دو قسم کی ایک عذاب النار کی اور دوسرے عذاب جہنم سے بچنے کے لیے کیا جہنم اور نار دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں؟**

جواب: نہیں! ایک ہی چیز ہے۔ نار جب خوب بھڑک رہی ہو تو اس کو جہنم کہتے ہیں اور نار کی بھی مختلف صورتیں ہیں بعض دفعہ ہر دل میں ایک آگ لگی رہتی ہے۔ بعض دفعہ گناہوں کا احساس آگ لگا دیتا ہے۔ غالب کہتا ہے۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

تو ہر انسان کی آگ مختلف ہے ایک گناہوں کی پیاس ہی نہیں بجھ رہی اور ان کے نہ کر سکنے کے نتیجہ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے۔

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

کہ میرے گناہوں کا دریا جو ہے وہ اپنی روانی میں اتنا تیز تھا کہ تیزی کی وجہ سے جلدی بہہ گیا اور پتہ ہی نہیں لگا کہ وقت کیسے گزر گیا۔ اور میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا۔ اور ایک انبیاء کا حال ہے کہ ساری عمر نیکیاں کرتے ہیں ساری عمر استغفار کر کر کے برا حال ہو جاتا ہے ان کے دل میں بھی ایک آگ لگی ہوئی ہوتی ہے، وہ بخشش کی طلب کی آگ ہے وہ غلطیوں پر پشیمانی کی آگ ہے، اور یہ آگ جو ہے اس میں سے ہر انسان گزرتا ہے اسی لیے قرآن کریم جہنم کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ لازم ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس میں سے گزرے تو اچانک ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی سرسراہٹ بھی نہیں سنو گے۔ جو نیک لوگ ہوں گے وہ اس کی دور کی سرسراہٹ کی آواز بھی نہیں سنیں گے۔ اور ایک طرف فرماتا ہے تم میں سے ایک بھی نہیں ہے جو اس میں وارد نہ ہو جائے۔ تو یہ کیا تضاد ہے بظاہر، یہ تضاد بالکل نہیں یہ وہی جہنم ہے جس کا ذکر میں کر رہا ہوں ہر انسان کسی نہ کسی جہنم میں سے گزرے گا۔ ایک جہنم تو وہ جو پشیمانی کی جہنم ہے ایک حسرتوں کی جہنمیں ہیں مگر انسان اس میں سے گزرتا ہے مگر کوئی برداوسلاما کی آواز آتی ہے مگر اس سے پہلے کافی کچھ گزر جاتا ہے۔

**سوال: نماز باجماعت ہو رہی ہو تو کیا نمازیوں کے کندھے اور پاؤں ملے ہونے چاہئیں؟**

جواب: کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے پاؤں اس لیے نہیں مل سکتے کہ ہر شخص کے پاؤں کا انداز الگ الگ ہے اور بعض لوگ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ان کا بیلنس قائم رہتا ہے بعض چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور بعض جو چوڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں ان کے جب پاؤں دوسرے کو لگ رہے ہوتے ہیں تو اس کی نماز میں Disturbance پیدا کرتے ہیں مگر کندھا نہیں کرتا۔ کبھی بھی کندھے سے کندھا ملاؤ تو انسان کی توجہ نہیں بٹتی لیکن پاؤں لگ رہے ہوں تو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے اس لیے پاؤں والا مضمون تو مجھے ٹھیک نہیں لگتا۔ یعنی بظاہر انسان اس کو قبول نہیں کرتا۔

**سوال: سورۃ طٰہٰ کی آیت میں ہے کہ تو زمین میں نہ بھوکا رہے گا اور نہ ننگا، نہ پیاسا اور نہ دھوپ میں جھلسے گا یہ دونوں آیتیں مل کر۔ یعنی تیری حکومت کا ایسا قاعدہ ہوگا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی ممالک میں سوشل سیکورٹی اور Benefit کا جو سسٹم ہے یہ دین میں بھی جاری ہوا تھا یا ایسا قانون ہونا چاہیے؟**

جواب: قرآن کریم فرماتا ہے فیھا کتب قیمۃ وہ تمام تعلیمات جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو اپنی ذات میں قیمۃ ہیں ایسی ہیں کہ ان کو دور کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو تو ان کو قائم رکھنا ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ جب کسی پرانے نبی کی تعلیم کا ذکر کرتا ہے اگر اس کے منسوخ ہونے کا اعلان نہ کرے تو وہ تعلیم جاری رہے گی اس لیے یہ تعلیم قرآن کی تعلیم ہے ورنہ یہ تعلیم آپ کو کسی گذشتہ کتب میں دکھائی نہیں دے گی۔ بائبل میں کبھی نہیں ہے جہاں سے آدم کا ذکر چلا ہے قرآن نے ذکر اسی تعلیم کا کیا ہے جس کو اپنایا ہے یا اگر کسی دلیل سے رد کیا ہے تو پھر ذکر فرماتا ہے کہ یہ رد شدہ ہے پس یہ دراصل انسانی جنت نظیر معاشرہ کا ذکر فرمارہا ہے اور یہ عدل کا ذکر ہے اور اس کے بعد انسانی تعلیم ترقی کرتے کرتے احسان اور ایتاء ذی القربیٰ میں بھی داخل ہوچکی ہے۔ مگر احسان ہو یا ایتاء ذی القربیٰ ہو عدل کی بنیاد اپنی جگہ قائم رہتی ہے اس کی قیمۃ کہا جاتا ہے اس بنیاد کے اوپر ہی تمام تعمیرات ہوتی ہیں اس کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

پس یہ وہ بنیادی تعلیم ہے جس کا مطلب ہے کہ ہر مذہب کا جب آدم کی طرف اشارہ فرمایا ہے تو یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ دین کی امتیازی تعلیم ہے۔ تمام دنیا کے مذاہب اگر سچے ہوں تو اس غرض کے لیے جدوجہد کریں کہ ان کے دائرہ میں نہ انسان بھوکا رہے نہ پیاسا رہے نہ بے چھت کے رہے نہ بے کپڑوں کے۔ تو یہ جو روٹی، کپڑا اور مکان کا محاورہ چلا ہے کیمونسٹوں کی طرف سے یہ انہوں نے آج اپنی طرف سے ترقی یافتہ محاورہ بنایا ہے اسلام اس کی آغاز سے ہی تعلیم دیتا ہے پانی کا مسئلہ بہت اہم بات تھی کیونکہ اکثر غریب قوموں کا مسئلہ پانی کا مسئلہ بھی ہے صرف خوراک کا نہیں ہے۔ سارا افریقہ مصائب میں مبتلا ہے گندے پانی کی وجہ سے بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اور ہندوستان میں بکثرت بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے پھیل رہی ہیں اور بھی غریب ممالک ہیں تو دنیا کی اکثر آبادی پانی کے مسئلہ سے دوچار ہے اور یہ بظاہر ترقی یافتہ اشتراکیت پانی کا ذکر ہی نہیں کرتی۔ اور قرآن کہتا ہے کہ اس کے ذکر کے بغیر اس جنت کی ابتدائی تعلیم کا نقشہ مکمل نہیں ہوسکتا۔ انسان اپنی سوچوں کے ذریعہ جہاں سفر کا اختتام کرتا ہے اس سے بہت پہلے مذہب اپنے سفر کا آغاز اس منزل سے کرچکا ہے جو انسانی سوچ کی آخری منزل ہے۔ اور انسانی سوچ کی آخری منزل بھی نامکمل ہے۔

سوال: کیا وہ خوش نصیب جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہوتے ہیں، کیا وہ حقیقت میں سب جنتی ہیں؟

جواب: میری بجائے اللہ سے پوچھنا چاہیے۔ حقیقت میں وہی جنتی ہیں جو نظامِ وصیت کا حصہ ہیں۔ نہ کہ کسی مقبرہ میں دفن ہونا، اس کے متعلق بعض احمدی علماء نے یہاں تک، میرے نزدیک تو غلو سے کام لیا ہے لیکن حسن ظن کہنا چاہیے کہ خدا اس کو دفن ہی نہیں ہونے دیگا جو جنتی نہ ہو، مگر یہ جو حسن ظن ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی ہے۔ ہوسکتا ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ حسن ظن نہ ہو بلکہ حقیقت کے خلاف بات ہو۔ ایسا ممکن ہے درست ہے کہ جو بہشتی مقبرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کے سامنے تیار ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص اس بات کی حفاظت کررہی ہے کہ کوئی شخص اس میں نہیں جائے گا جب تک وہ شرائط پر پورا نہ اترے لیکن میرے نزدیک مقبرہ فی ذاتہ کسی کی نجات کی ضمانت نہیں وہ نظام وصیت ہے جس کو کھول کر بیان فرمایا گیا ہے اور جس کی تنبیہات اتنی واضح کردی گئی ہیں کہ جو یہ کرتا ہے جو وہ میری جماعت میں سے نہیں وہ تو ہر موصی کو ہروقت کانپتے رہنا چاہیے وصیت تو آپ نے کردی وہ دفن بھی ہوجائیں گے مگر اس روحانی نظام کے دائرے میں رہتے ہوئے مریں گے یا اس سے باہر مریں گے۔ باہر مرنے والے کو آپ جسمانی طور پر جہاں مرضی ڈال دیں۔ وہ اس روحانی نظام کے دائرہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے بعض دفعہ جو اعتراض غیروں کی طرف سے اٹھتا ہے کہ یہ جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں یہ درست نہیں۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰راکتوبر ۲۰۰۳ء)

Love For All Hatred For None

M C Mohammad
Prop. (Kadiyathoor)

Subaida Timber

Dealers in
Teak Timber, Timber Log, Teak Poles & Sizes Timber Merchants

Chandakkadave, P/O. Peroke
Kerala-673631
Phone: 0495- 2403119 (O)
2402770 (R)

# حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضؓ

# "مسلمانوں کا لیڈر"

(مکرم نصر اللہ خان ناصر شاہد مربی سلسلہ احمدیہ)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ احمدیہ کے ایک معتبر عالم، ایک بلند پایہ اور پُر جوش مقرر تھے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر رفیق تھے۔ مامور زمانہ کی صحبت نے آپ کے اندر ایک عاشقانہ رنگ پیدا کر دیا تھا۔ اس عظیم الشان جوان مرد نے اپنی حیات مقدسہ کا آخری لمحہ تک اسلام کی خدمت اور اغیار کے مذموم حملوں کے دفع میں بسر کر دیا اور خدمت کا حق ادا کر دیا۔

### آپ کی ابتدائی زندگی

آپ 1858ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ آپ کا پہلا نام کریم بخش تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے عبدالکریم سے تبدیل فرما دیا۔ ابتدائی تعلیم مسجد میں ہی پائی۔ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں وہیں پڑھیں۔ بعد میں فارسی اور عربی پرائیویٹ طور پر پڑھی۔ فارسی میں ایسا عبور حاصل کیا کہ امریکن مشن سیالکوٹ میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔

### اسلام کے لئے غیرت کا ایک واقعہ

جن دنوں آپ امریکن مشن میں فارسی پڑھایا کرتے تھے انہیں دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک روز مشنری کلاس کو فارسی پڑھا رہے تھے کسی طالب علم نے قرآن مجید کے متعلق کوئی گستاخانہ کلمہ کہا، آپ یہ سن کر جوش میں آ گئے آپ نے بائبل کو زمین پر پھینک کر مسلا اور کہا یہ لو الہامی کتاب جس پر نازاں ہوئے پھرتے ہو چنانچہ آپ کو سکول سے ہٹا دیا گیا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے آپ نے اسلام اور قرآن کی محبت کی خاطر اپنی دینوی ملازمت کو ٹھوکر ماری۔ آپ کے غیور دل میں یہ ہرگز برداشت نہ کیا کہ کلام رحمٰن کے شان میں کوئی ناروا اور خلاف قرآن کلمہ سنیں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت حصہ سوم صفحہ 416)

### پبلک لیکچروں کا سلسلہ

امریکن مشن سے معزولی کے بعد آپ نے بورڈ مڈل اسکول میں ملازمت اختیار کی مگر یہاں سے استعفیٰ دے دیا اور پبلک وعظوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ راجہ بازار سیالکوٹ کے چوک میں آپ لیکچر دیا کرتے آپ کی آواز اتنی دلکش، پر اثر اور شعری تھی کہ ہندو اور سکھ بھی آپ کی تلاوت قرآنی سن کر مسحور ہو جاتے۔

آپ کو عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں اس قدر مہارت ہو گئی کہ بڑے بڑے علمی بھی آپ کی لیاقت کے قائل ہو گئے۔ آپ ایک نہایت ہی پر جوش اور فصیح و بلیغ مقرر بن گئے۔ یہاں تک کہ عیسائی مشن آپ کی تقریر سے لرزنے لگا۔ انہوں نے آپ کو دوبارہ ملازمت میں لینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

### حضرت اقدس سے وابستگی اور مستقل ھجرت

اسی زمانے میں آپ کو حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح اوّل) سے گہرے تعلقات پیدا ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ چھ ماہ تک کشمیر میں انکی خدمت میں رہے۔ یہ تعلقات آپ کو آخرکار حضرت اقدس کے دام غلامی میں لانے کا موجب بنا۔ مارچ 1888ء میں آپ مستقل ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور حضور کے مکان کے ایک حصہ میں ہی رہائش پزیر ہوئے۔ ابتداء میں آپ نیچری خیالات کے تھے اور سید احمد کے معتقد تھے۔ مگر حضرت کے فیض و برکت سے آپ کے نظریات یکسر پلٹ گئے۔ حضور اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"جب اوائل میں میرے پاس آئے تھے تو سید احمد کے معتقد تھے۔ کبھی کبھی ایسے مسائل پر میری ان کی گفتگو ہوتی جو سید احمد کے غلط عقائد تھے اور بعض دفعہ بحث کے رنگ تک نوبت پہنچ جاتی مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک دن اعلانیہ کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ آج میں نے سب باتیں چھوڑ دیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 418)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پانچ وقت نماز اور جمعہ کی امامت آپ کے سپرد کی اور یہ فرائض عمر بھر سرانجام دیتے رہے۔

### آپ کی دینی و علمی خدمات

حضور کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد سے آپ حضور کے ساتھ ہر وقت سایہ کی مانند رہے۔ دن رات قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ آپ کے سپرد ہی امامت فرائض بھی تھے۔ سفروں میں بھی آپ حضور کے ہمراہ رہے اور مختلف فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حضرت اقدس کی جملہ خط و کتابت

آپ کے ہی سپرد تھی۔

تعلیم الاسلام اسکول کے اجراء پر آپ کو بھی سکول کی انتظامیہ کمیٹی میں رکھا گیا۔ مگر خواجہ کمال الدین صاحب کے قادیان میں مستقل سکونت نہ رکھنے کی وجہ سے آپ عملاً سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 5)

1901ء میں جب ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کے سلسلہ میں انجمن اشاعتِ اسلام کی بنیاد پڑی تو حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو اس کا وائس پریزیڈنٹ بنایا گیا بعد میں یہ ادارہ صدر انجمن احمدیہ ہی میں مدغم کر دیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 170)

1903ء میں جب تعلیم الاسلام کالج کا قادیان میں پہلی مرتبہ اجراء ہوا تو حضرت اقدس کی علالت کے باعث حضرت مولوی صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا حضرت اقدس نے آپ کو ادب عربی کا پروفیسر بھی مقرر فرمادیا تھا۔ مگر یہ کالج بعض وجوحات کی بنا پر دو سال بعد بند کر دیا گیا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 324)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زورِ قلم بھی بہت عطا فرمادیا تھا۔ چنانچہ آپ نے حسب ذیل تالیفات اپنی یادگار چھوڑیں۔

۱۔ لیکچر گناہ
۲۔ لیکچر (حضرت مسیح موعودؑ نے کیا اصلاح وتجدید کی)
۳۔ سیرت حضرت مسیح موعود
۴۔ اثباتِ خلافتِ شیخین
۵۔ خلافِ راشدہ حصہ اوّل
۶۔ **القول الفصیح فی اثبات حقیقة المسیح**
۷۔ دعوۃ الندوہ
۸۔ خطباتِ کریم (مرتبہ عرفانی صاحب)
۹۔ الفرقان (خلافِ راشدہ حصہ دوم)

### آپ کی علالت اور وفات

21 اگست 1905ء کو حضرت مولوی صاحبؓ ذیابیطس اور کاربنکل پھوڑے سے شدید بیمار ہو گئے۔ ساتھ ہی داڑھی میں سخت درد شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے آپ کی داڑھی نکالی اور پھوڑے کا اپریشن کیا جس سے آپ سخت تکلیف اور درد وکرب میں مبتلا ہوئے۔ حضرت اقدس کو آپ کی تکلیف کا بے حد احساس تھا۔ اور آپ نے کئی رات جاگتے دعاؤں میں گزاریں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کبھی اس قسم کا اضطراب اور فکر میں اپنی اولاد کے لئے بھی نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کی شبانہ روز دعاؤں سے معجزانہ طور پر مولوی صاحب کو شفا عطا فرمائی 4 ستمبر 1905ء کو حضرت مولوی صاحبؓ کو کلوفارم سنگھا کر ان کا بڑا اپریشن ہوا۔ جس سے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے اور نبض تقریباً ساقط ہو گئی۔ حضور نے اطلاع ملنے پر مشک بھجوایا اور خود دعا میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ کچھ دیر بعد حالت سنبھل گئی۔ اسی طرح کیم اکتوبر 1905ء کو بھی غشی کی کیفیت طاری ہوئی۔

حضرت اقدس کی دعاؤں کے اعجازی اثر سے مولوی صاحب کو اصل بیماری سے پوری طرح شفا ہو گئی لیکن یہ ایک وقتی امر تھا حقیقت میں محبوبِ حقیقی کے دربار سے بلاوے کا حکم ہو چکا تھا۔ حضرت اقدس کو کثرت کے ساتھ حضرت مولوی صاحب کی وفات کے متعلق الہامات ہوئے۔ چنانچہ 2 ستمبر 1905ء کو الہام ہوا ''سینتالیس سال کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون'' اسی روز دوسرا الہام ہوا ''اس نے اچھا ہونا ہی نہ تھا'' 8 ستمبر کو الہام ہوا ''کفن میں لپیٹا گیا'' 9 ستمبر کو الہام ہوا ''ان المنایا لا تطیش سہامہا (یعنی موت کے تیر خطا نہیں جاتے)

الغرض یہ اطلاعات تقدیر مبرم پر دلالت کرتی تھی چنانچہ آپ ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا ہو گئے جس سے 106 درجہ بخار ہو گیا۔ بالآخر حضرت اقدس کا محبوب رفیق عظیم الشان خادمِ اسلام اور عاشق قرآن اور علم وعرفان کا حسن پیکر 11 اکتوبر 1905ء کو ساڑھے سات بجے رفیق اعلیٰ سے جا ملا۔ آپ کو امانتاً دفن کیا گیا۔ بعد میں جب بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تو 27 دسمبر 1905ء کو آپ کے بابرکت وجود کی تدفین سے بہشتی مقبرہ کا آغاز ہوا۔

### آپ کا عشقِ رسول ﷺ

قرآن مجید سے آپ کو بہت عشق تھا آپ کی آواز بڑی دلکش تھی آپ تلاوت کرتے تو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم، سکھ، ہندو اور عیسائی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ آپ کے تلاوت قرآن کے محبت بھرے انداز سے ہر دل میں کلامِ اللہ کی محبت موجزن ہو جاتی۔ اور ہر شخص اس مسحور انداز سے جھوم اٹھتا۔

ایک مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دائر کردہ مقدمہ حفظ امن کے سلسلہ میں حضورؑ پٹھانکوٹ کے عدالتی کیمپ میں تشریف لے گئے۔ حضرت مولوی صاحب بھی حضورؑ کے ساتھ رفیقِ سفر تھے۔ حسب دستور آپؓ

ہی نمازیں پڑھاتے رہے۔قریب ہی مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی جائے قیام تھی۔ وہ بھی حضرت مولوی صاحب کی پراثر تلاوت اور خوش الحانی سے بے حد متاثر ہوا۔چنانچہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف مجدد اعظم لکھتے ہیں۔

''مغرب کی نماز کے لئے حضرت اقدسؑ میدان میں تشریف لائے اور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی حسب معمول امام بنے۔انہوں نے نماز میں جو قرآن پڑھنا شروع کیا تو ان کی بلند مگر خوش الحان اور اثر میں ڈوبی ہوئی آواز مسٹر ڈوئی کے کان میں پڑی۔وہ اپنے خیمہ کے آگے کھڑے ہوئے اور ایک انہماک کے عالم میں کھڑے قرآن سنتے رہے جب نماز ختم ہوئی تو راجہ غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پٹھانکوٹ کو بلا کر پوچھا کہ آپ کی ان لوگوں سے واقفیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں۔کہا کہ میں نے ان لوگوں کو نماز میں قرآن پڑھتے سنا ہے۔میں اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ حد سے باہر ہے۔اس قسم کا ترنم اور اثر میں نے کسی کلام میں نہیں سنا۔اور نہ کبھی محسوس کیا۔کیا پھر یہ نماز پڑھیں گے اور مجھے نزدیک سے سننے کا موقعہ دیں گے؟ راجہ غلام حیدر خان صاحب حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل ماجراء عرض کیا۔آپؑ نے فرمایا ہمارے پاس بیٹھ کر قرآن سنیں۔چنانچہ اب کی دفعہ نماز کے وقت ایک کرسی قریب بچھا دی گئی اور صاحب بہادر آ کر اس پر بیٹھ گئے۔نماز شروع ہوئی اور مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور صاحب بہادر مسحور ہو کر جھومتے رہے۔'' (مجدد اعظم حصہ اوّل صفحہ 606)

### حضرت اقدسؑ کی نظر میں آپؓ کا مقام

حضرت اقدس علیہ السلام کی نظر میں آپ کی بہت ہی محبت اور قدر کے جذبات تھے اور حضورؑ کے ساتھ بھی آپ کو بے حد عشق تھا۔حضور آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

''وہ ہماری محبت میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ اگر ہم دن کو کہتے کہ ستارے ہیں اور رات کو کہتے کہ سورج ہے تو وہ کبھی مخالفت کرنے والے نہ تھے۔ان کو ہمارے ساتھ ایک پورا اتحاد اور پوری موافقت حاصل تھی۔کسی امر میں ہمارے ساتھ خلاف رائے کرنا وہ کفر سمجھتے تھے۔ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی اور وہ اصحاب الصفہ میں سے ہو گئے تھے جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی اپنی وحی میں کی تھی۔ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے پچھلے دنوں ان کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔خاکسار ہی کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے ہوتے تھے ان کی دفاع میں اپنی عمر بسر کر دی۔باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔انکے متعلق ایک خاص الہام بھی تھا۔''مسلمانوں کا لیڈر'' غرض میں جانتا ہوں کہ ان کا خاتمہ قابلِ رشک ہوا۔'' (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 418)

بلا شبہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی زندگی قابلِ رشک تھی۔خدا کرے کہ اعلام واحمدیت کا ہر خادم آپؓ کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی زندگی کو مثالی رنگ میں پیش کرے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہر وجود عشق وفدائیت کا نمونہ دکھائے۔آمین اللّٰھم آمین

## اعلان برائے رضاکار خدام
## برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۳ء

جیسا کہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ جانتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شعبہ خدمت خلق کے تحت اہم ترین ڈیوٹیاں سرانجام دی جاتی ہیں جن میں سکیورٹی، نظم وضبط، رجسٹریشن اور آب رسانی جیسے اہم امور شامل ہیں۔چونکہ قادیان میں خدام کی تعداد نسبتاً کم ہے اس لیے بیرونی مجالس کے مستعد رضا کار خدام کے ذریعہ یہ کام انجام پاتے ہیں۔لہٰذا ایسے تمام خدام جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر رضا کارانہ خدمات کی خواہش رکھتے ہوں، وہ اپنے مقامی قائد کی وساطت سے اپنے اسماء فوری طور پر دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں بھجوادیں۔جس میں درج ذیل امور کی وضاحت کر دی جائے۔

نام-ولدیت-عمر-تعلیم-مجلس میں عہدہ-جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سابقہ تجربہ-جلسہ سے کتنے ایام قبل قادیان آسکتے ہیں اور جلسہ کے بعد کتنے دن تک ٹھہر سکتے ہیں۔

لہٰذا جملہ قائدین وعہدیدران مجالس مذکور تفصیل کے مطابق اپنی اپنی مجالس کے رضا کاران کی فہرست مرتب کر کے جلد از جلد دفتر ہذا کو بھجوادیں۔ برائے رابطہ Mobile: 9815125032

**صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت**

# برکاتِ خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت

محترم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین قادیان

"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝"

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ وحدت قومی اوراتحاد ملی کیلئے کسی نہ کسی ارضی وسماوی نظام کا ہونا از بس ضروری ہے۔ اس بیش قیمت نکتہ کو سمجھنے کیلئے جب ہم کائنات عالم کے مربوط اور مستحکم نظام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہر جگہ ہمیں بے شمار مثالیں نظر آتی ہیں مثال کے طور پر

☆ نظام شمسی کا مرکز سورج ہے۔
☆ جسم انسانی کا مرکز دل ہے
☆ شہد کی مکھیوں کا محور انکی رانی مکھی ہوتی ہے۔
☆ ریل گاڑی کے ڈبوں کیلئے ایک انجن ہوتا ہے۔
☆ قسما قسم کے پھلوں سے لدے اور رنگا رنگ پھولوں سے سجے باغ کی آبیاری کیلئے ایک باغباں کی ضرورت ہوتی ہے۔
☆ بعینہ کسی بھی الٰہی سلسلہ کی روحانی ترقی و بقا اور انکے افراد کی تعلیم و تربیت اور اتحاد کیلئے خلافت کے آسمانی نظام کی ضرورت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت اور سب سے قیمتی اور سنہرا تاج ہوتا ہے جو الٰہی جماعت کو پہنایا جاتا ہے اور خلافت ہی وہ عظیم الشان طاقت ہے جو تمکین دین کے سامان پیدا کرتی ہے۔ اور خلافت ہی وہ امن کا گہوارا ہے جسمیں ہر بے قرار روحوں کو تسکین اور خوف و ہراس کے وقت امت کو امن و سلامتی نصیب ہوتی ہے۔ جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی اس آیت میں بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا ہے جو سرورق میں تحریر کی گئی ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انکو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔" (تفسیر صغیر)

قارئین کرام اس آیت پر تدبر کرنے سے ایک خاص امر یہ پتہ چلتا ہے کہ خلافت کے قیام کیلئے ایمانِ حقیقی اور اعمال صالحہ شرط ہیں یعنی جو ایمان اور اعمال صالحہ کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے والے ہونگے ان میں خلافت کا قیام ہوگا اور جہاں یہ دونوں باتیں ختم ہو جائیں گی خلافت کا وعدہ بھی ختم ہو جائیگا۔

اسی طرح جب ہم احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو خلافت کا مسئلہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے ہادیٔ کامل حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا کَانَتْ نَبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ (کنز العمال)

یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت کے بعد خلافت کا نظام جاری نہ ہوا ہو۔ اور اس حدیث کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ خلافت علیٰ نبوت کیلئے نبوت شرط ہے۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ چنانچہ نبوت کے بعد خلافت کی ضرورت واہمیت اور اسکی علتغائی بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا

تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو دنیا کے تمام وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تاقیامت قائم رکھے سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادت القرآن)

چنانچہ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبکہ صحابہؓ مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو رہے تھے اور دوسری طرف عرب کے غیر تربیت یافتہ قبائل نے یہ سمجھ کر کہ اسلام کی مرکزی قوت اب ختم ہو چکی ہے علم بغاوت بلند کر دیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا اور مرتدین کے گروہ اسلام کے خلاف صف آرا ہو رہے تھے اور بظاہر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسلام صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔ ایسے نازک حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر متمکن فرمایا اور گرتی ہوئی امت کو خلافت حقہ کی برکت سے ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور صحابہ کا غم دور فرما کر انہیں توحید خالص پر قائم فرما دیا اور ایک دفعہ پھر بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمکنت دین کے سامان پیدا فرما دیئے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق صدر اوّل میں تیس سال تک خلافتِ راشدہ کا بابرکت دور جاری رہا چاروں خلفاء کرام کے بابرکت دور میں مسلمان دن دُوگنی رات چوگنی ترقی کرتے چلے گئے۔ خلافت راشدہ کی برکت سے اسلام ملک عرب سے نکل کر روم و ایران اور دیگر ممالک میں پھیلتا چلا گیا۔ مسلمان جہاں جہاں بھی گئے انہوں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کو پھیلایا قرآن مجید کی اشاعت کی اور دنیا جہان میں علوم و فنون کے دریا بہا دیئے اور دنیا کے ہر محاذ پر مسلمان کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے رہے حتیٰ کہ قیصر و کسریٰ جیسی دنیا کی عظیم سلطنتیں پاش پاش ہو کر بالآخر اسلام کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔

وہ تاج قیصر و کسریٰ و کرّ و فرِّ شاہانہ
ہوئے سب کچھ فنا جونہی محمدؐ کے گدا پہنچے

لیکن جب مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہ رہے اور قیام خلافت کیلئے جس قسم کی روحِ اطاعت اور ایثار قربانی کی ضرورت تھی اسکو ترک کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا وعدہ واپس لے لیا۔ خلافت راشدہ کا دور ختم ہوا تو اس کے ساتھ ہی امت مسلمہ انتشار کا شکار ہو کر پستی اور زوال کے گڑھے میں گرنی شروع ہو گئی۔ اور گرتی ہی چلی گئی۔ چنانچہ خلافت کی ناقدری اور روگردانی کی وجہ سے امت مسلمہ کو جو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے اسکا حقیقت پسندانہ اعتراف کرتے رہے رسالہ جدوجہد لاہور اپنی دسمبر 1960ء کی اشاعت میں لکھتا ہیکہ:

"سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خودغرضی سے کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور امت مسلمانوں کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دے کہ جاؤ چرو، چگو صرف اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے انکی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا۔"

الغرض خلافت سے روگردانی کے سبب وہ امت واحدہ جسکو

"واعتصمو ابحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا"

کی حسین تعلیم دی گئی تھی انقطاع خلافت کے بعد انکا اتحاد ایسا پارہ پارہ ہو کر رہ گیا کہ وہ اسلامی جھنڈا جو کہ کسی زمانہ میں مدینہ منورا میں لہرایا کرتا تھا۔ پچاس سے زائد ٹکڑوں میں بٹ کر اپنی سادگی شان و شوکت اور عظمتِ رفتہ کھو چکا ہے۔ اور آج یورپین اقوام کی سیاسی بالادستی کے باعث تمام مسلم حکومتیں انکی کٹھ پتلی بنی ہوئی ہیں دوسری طرف غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر شدید حملوں کی وجہ سے جسکے مقابلہ کی مسلمانوں کو تاب نہ تھی عالم اسلام پر سخت مایوسی اور گھبراہٹ طاری ہے اس کے برعکس بالخصوص پچھلے سو سال سے علماء دینِ متین اور قائدین ملت کا یہ حال ہے کہ انہوں نے فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کی بجائے ایسی تکفیر بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے کہ جسکی وجہ

سے امت مسلم کا وہ اتحاد جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے قائم تھا تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر چکا ہے۔ درحقیقت اس سارے انتشار وافتراق اور عالم اسلام کی زبوں حالی کا ایک ہی سبب ہے کہ آج عالم اسلام خلافت حقہ اسلامیہ سے محروم و بے نصیب ہے چنانچہ ایک عرصہ سے مسلمانوں میں سے صحیح سوچ رکھنے والے اور اسلام کے سچے ہمدرد دانشور اور مفکرین حضرات میں یہ احساس شدت سے پیدا ہو رہا ہے کہ آج اگر مسلمانوں کی دور تنزلی اور انحطاط سے کوئی چیز نجات دلا سکتی تو وہ صرف خلافت ہی ہے۔

چنانچہ بہت سال گذرے دہلی سے شائع ہونے والے مشہور اخبار الجمعیت کے ایڈیٹر نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں لکھا تھا۔

''کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے؟ میں نے سوچا مال کے ڈبوں کے لئے انجن ہے کیا ہمارے انسانی قافلہ کے لئے انجن نہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک انجن ہو اور سارے افراد ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔

آہ وہ بھیڑ جو ایک قافلہ نہیں بن سکتی اور آہ وہ قافلہ جو اپنے آپ کو ایک انجن کے سپرد کرنے کو تیار نہیں۔''

(ہفت روزہ الجمعیت جمعہ ایڈیشن 9 مئی 1949ء)

قارئین کرام! یہ وہ فطرت کی آواز ہے اور حقیقت کا اظہار ہے جو قادر و توانا خدا کی تقدیر انکی زبانوں سے کہلوا رہی ہے اور ان کی قلمیں اس اظہار کے لئے مجبور ہیں کہ

☆ خلافت کے بغیر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

☆ خلافت کے بغیر ناکامیابی ہی ناکامیابی ہیں۔

☆ خلافت کے بغیر انتشار ہی انتشار ہے۔

چنانہ مشہور کالم نویس جناب شاہد بدر فلاحی ہفت روزہ نئی دنیا دہلی کی 11 مارچ 1992ء کی اشاعت میں رقم طراز ہیں کہ

''خلافت ناگریز ہے خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے نہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ نہ نماز کا مکمل قیام ہوسکتا ہے۔ نہ زکوۃ کا پورا انتظام نافذ ہوسکتا ہے۔ نہ نیکی فروغ پا سکتی ہے نہ برائی ختم ہوسکتی ہے۔ نہ جمعہ وعیدین کا انتظام ہو سکتا ہے۔ نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہوسکتی ہے۔ نہ مسلمانوں کی حالت درست ہوسکتی ہے۔ خلافت کے بغیر زندگی گذارنا جاہلیت ہے۔ بلکہ جینا درست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج لولا اور لنگڑا ہے۔''

اور شاعر مشرق علامہ اقبال نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

حاضرین کرام! صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان حسرت بھری آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ایک عرصہ سے علماء دین متین اور مختلف انجمنوں اور سوسائیٹیوں کی طرف سے بارہا قیام خلافت کی کوشش کی جاتی رہی ہیں۔ کبھی تحریک خلافت کے نام سے اور کبھی مجلس مشاورت یا رابطہ عالم اسلامی کے خوبصورت ٹائیٹل کے ذریعہ قیام خلافت کی کوشش کی گئی۔ لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ حتیٰ کہ بعض اسلامی ممالک کے سربراہ بھی بزعم خود خلیفہ المسلمین اور امیر المؤمنین بننے کے خواب دیکھتے رہے لیکن آج تک کسی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔

الغرض یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خلافت کے نتیجہ میں مسلمانوں کی بگڑی سنور سکتی ہے۔ اور مسلمان ایک ہاتھ پر جمع ہو کر ہی ترقی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا خلافت حقہ کا قیام انسانی کوششوں یا تدبیروں سے ہوسکتا ہے اور کیا عالم اسلام جو سو سے زیادہ فرقہ بندیوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک ہاتھ پر جمع ہوسکتا ہے۔ اور موجودہ حالت میں جبکہ مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہر ملک کی سیاست اور وہاں کے ملکی حالات جدا جدا ہیں کیا وہ ایک مرکزی نقطہ پر جمع ہوسکتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ انسانی

کوششوں اور وسائل سے نہ کوئی خلیفہ بن سکتا ہے نہ بنایا جا سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب ایک بار خلافت راشدہ ختم ہو جائیگی تو دوسری بار بھی خلافت کا قیام منہاج نبوت یعنی نبوت کے طریق پر ہی عمل میں آئے گا۔ چنانچہ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ"۔ (مُسْنَدْ احمد جلد 5 صفحہ 404)

*کہ جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت قائم رہے گی پھر میرے بعد خلافت علی منھاج النبوۃ کا سلسلہ شروع ہوگا۔ اور جب خدا تعالیٰ چاہے گا یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ پھر خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ختم کر دے گا اور اس کے بعد کوتہ اندیش حکمرانوں کا دور ہوگا۔ جب یہ دور بھی گذر جائے گا تو ظالمانہ اور جابرانہ بادشاہت کا زمانہ آ جائے گا۔ اور جب تک خدا تعالیٰ کی مرضی ہوگی یہ دور چلتا رہے گا۔ پھر جب یہ زمانہ بھی گذر جائے گا تو فرمایا کہ پھر سے خلافت علی منھاج النبوۃ کا قیام ہوگا۔*

تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رنگ میں خلافت اور پھر کوتہ اندیش اور پھر جبری بادشاہت کا ذکر فرمایا تھا بالکل اسی رنگ میں الٰہی نوشتے پورے ہوئے۔ لیکن جہاں تک دوبارہ خلافت کے قیام کا تعلق ہے مشکوۃ مجتبائی کی اس حدیث کی تشریح میں بین السطور یہ حاشیہ بھی دیا گیا ہے کہ الظاھر ان المراد بہ زمن عیسیٰ والمھدی۔ یعنی خلافت کے اس دور سے مسیح و مہدی کا زمانہ مراد ہے۔ جسکی بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی میں مقدر تھی۔ جس کی آمد کے بارے میں آپ نے مسلمانوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

اَلَا اِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِيٌّ وَّلَا رَسُوْلٌ وَاَلَا اِنَّهٗ خَلِيْفَتِيْ فِيْ اُمَّتِيْ (طبرانی فی الاوسط و الکبیر)

*کہ سن رکھو میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں اور نہ رسول ہے اور خبردار ہو کر سنو! وہ میری امت میں میرا خلیفہ ہے۔*

الغرض مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق عین ضرورت کے وقت اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلام کی کل دیان پر عالمگیر غلبہ کے لئے قادیان کی مقدس بستی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے امتی نبی اور مسیح و مہدی بنا کر مبعوث فرمایا آپ نے اعلان فرمایا:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

نیز فرمایا کہ،

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۰)

لیکن غلبہ اسلام اور احیاء دین کا عظیم الشان کام چونکہ مسلسل جدوجہد اور قربانیوں کا متقاضی تھا۔ جسکی مسلسل نگہداشت اور تکمیل کے لئے کسی ایسے روحانی نظام کی ضرورت تھی جو تا قیامت جاری رہتا۔ اس لئے آپ نے الٰہی بشارت کی روشنی میں اپنی جماعت کو یہ امید افزا خوش خبری سنائی کہ:

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ اور فرمایا وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (الوصیت)

چنانچہ آج سے ٹھیک 95 سال پہلے جماعت احمدیہ میں دوسری قدرت یعنی نبوت کے طریق پر خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آیا۔

جواس بات کا بین ثبوت ہے کہ آج عالم اسلام میں صرف جماعت احمدیہ ہی مومنین کی وہ جماعت ہے جو حقیقی ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ پر قائم ہے اور اگر ہمارے دوسرے مسلمان بھائی خلافت کے قیام کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی ناکام و نامراد ہیں تو یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت سے محروم ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں مامور ربانی کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہوسکتیں۔ ایمان وعمل سے عاری مسلمانوں کو ہمارا چیلنج ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے قیامت تک بھی خلافت حقہ قائم نہیں کر سکتے۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت تحدی سے فرمایا۔

"نبوت کے بغیر خلافت کا وجود ممکن ہی نہیں۔ نہ خلافت دنیا میں قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے دنیا میں کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔ سارا عالم اسلام ملکر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھادے وہ نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے۔ اور خدا کی پسند اس شخص پر خود انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحبِ تقویٰ سمجھتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 2 اپریل 1993ء)

"خدا زمانے میں بچھڑے ہوئے ملاتا ہے
دلوں کو حُسن کے جلوؤں سے کھینچ لاتا ہے
کہاں چلا ہے مقدر سے روٹھ کر ناداں
او بدنصیب خلیفے خدا بناتا ہے"

پس اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والو! اور اسے امت واحدہ بننے کے خواہاں اسلام کے علمبردارو! اگر آج چاہتے ہو کہ موجودہ حالتِ زار سے تمہیں نجات ملے اور مصائب و مشکلات دور ہوں اور تمہارے دکھوں کا مداوا ہو اور تمام اختلافات دور ہو کر تم پھر سے امت واحدہ بن جاؤ۔ تو تمہارے لئے ایک ہی راستہ ہے۔ کہ خدا کے مرسل حضرت امام مہدی اور مسیح موعود کو قبول کر کے اس کے ذریعہ قائم شدہ نظام خلافت سے وابستہ ہو جاؤ۔

کیونکہ وہی ہے جو آج عالم اسلام کی سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے۔

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو امید وار

ورنہ مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ وعید تمہارے حق میں ضرور پوری ہوکر رہے گی۔ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔"

(تذکرہ صفحہ 302 ایڈیشن چہارم)

قارئین کرام! اپنے مضمون کے پہلے حصہ میں میں نے آپ کے سامنے خلافت حقہ سے محروم اور بے نصیب مسلمانوں کی حسرت و یاس اور بے قراری کو پیش کر کے یہ بیان کیا تھا کہ وہ کس طرح خلافت کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کر کے کھلے عالم خلافت سے محرومی پر آنسو بہا رہے ہیں۔

اب آیئے میں آپ کو ایک ایسی روحانی جماعت کے حسین سبزہ زاروں میں لے چلوں جو نہ صرف ایمان و اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں خلافت راشدہ کی عظیم الشان نعمتوں سے متمتع اور فیض یاب ہو رہی ہے۔ جس کے گلشن کا ہر درخت شجرہ طیبہ کہلانے کا مستحق ہے اور خلافت کی برکت سے خوش ذائقہ میووں اور شیریں اثمار سے لدا پڑا ہے۔ گویا وقت خزاں میں بہار کا سا سماں ہے کیونکہ

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

(درثمین)

چنانچہ سورہ نور کی آیت استخلاف میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کی سب سے پہلی برکت یہ بیان کی گئی ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ خلافت کے ذریعہ اس دین کو جو اس نے بندوں کے لئے پسند کیا ہے تمکنت اور مضبوطی عطا فرمائے گا۔

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت جماعت احمدیہ کتنی بڑی قیامت سے دوچار ہوئی تاریخ احمدیت میں

اسکی تفصیل موجود ہے۔ اس المناک حادثہ پر مخالفین احمدیت نے حضور علیہ السلام کا فرضی جنازہ بنایا۔ لاہور کے بازاروں میں نہایت فحش اور گندے الفاظ کے ساتھ تمسخرانہ انداز میں نوحہ خوانی کی گئی۔ احمدیوں کے ارتداد کی افواہیں پھیلائیں گئیں۔ نام نہاد اسلامی انجمنوں اور ان کے رہنماؤں نے جشن عید منایا۔ ایک دوسرے کو مبارک بادیں دیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اخبار وکیل 13 جون 1908ء میں تو یہاں تک لکھا کہ:

''ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدالگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کل کتابیں کسی سمندر میں نہیں کسی جلتے تندور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے۔''

حضرات یہ وہ زمانہ تھا جب عشاق احمدیت کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہیں تھی اور نہ کوئی بیرونی مشن قائم تھا دنیائے احمدیت ایک زبردست زلزلہ سے دوچار تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ مٹھی بھر جماعت عنقریب مٹ جائیگی اور کوئی نام لیوا بھی نہ ہوگا عین اس قیامت خیز اور روح فرسا ماحول میں سچے وعدوں والے خدا نے اپنی قدرت کا پرشوکت ہاتھ دکھایا اور 27 مئی 1908ء کو خلافت راشدہ کے نظام کو قائم فرما کر اپنی اس جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا بس پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے خلافت کے زیر سایہ مومنین کی خوف کی حالت امن میں تبدیل ہوگئی اور جماعت کو بے مثال تمکنت حاصل ہوئی۔

اب تو دنیا ہی بدل چکی ہے اور خدائی نصرتوں اور عظمتوں کا یہ عظیم الشان نظارہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ چند لاکھ کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں پھیل چکی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آج دنیائے احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا اور اپنے تو اپنے بیگانوں کو بھی یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ تمکنت دین کا جو نشان خلافت سے وابستہ کیا گیا تھا آج مکمل صورت میں جماعت احمدیہ کے وجود میں پورا ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جب بھی افراد جماعت پر ابتلاء اور آزمائش کا کوئی وقت آیا تو احمدیت کے عظیم جانثاروں اور مجاہدوں نے مصائب کی آندھیوں اور دکھوں کے جنگل میں اس قدر مضبوطی اور ثبات قدمی کا مظاہرہ کیا کہ خدا کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا اور آج وہ آسمان احمدیت پر روشن ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ چنانچہ بالخصوص 1984ء کے پاکستان کے رسوائے زمانہ آرڈیننس کے بعد احمدیت کے سپوتوں نے قربانی کے جو حیرت انگیز اور ایمان افروز نمونے پیش کئے ہیں وہ صرف اور صرف خلافت احمدیہ کی برکت کے نتیجہ میں ہی معرض وجود میں آئے ہیں۔ جماعت احمدیہ سے باہر اس قسم کی قربانیوں کی مثال تلاش کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ کہ خدا کے نام پر خدا کے دین کے نام پر اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر کچھ لوگ بے دریغ جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہوں۔ اور فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَة کی نداء بلند کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر رہے ہوں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہوں اور اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے الفاظ میں بآواز بلند یہ اعلان کر رہے ہوں کہ

''خدا کی قسم! ہمارے بدنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں انہیں کوّوں اور چیلوں کو کھلا دیا جائے ہمیں جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور ہماری راکھ کو سمندروں کے پانیوں میں بہا دیا جائے تب بھی ہمارے ذرّے ذرّے سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی آوازیں بلند ہونگی۔''

پس یہ ہے تمکین دین کا عملی ثبوت اور یہ ہے استقامت کا معجزہ جو محض خلافت سے وابستگی اور خلافت کی برکت کے نتیجہ مومنین کی جماعت کو عطا ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی وفاداروں اور جانثاروں کی توصیف بیان کرتے ہوئے ایک جلسہ میں فرمایا تھا۔

''خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی

کیلئے تیار ہیں میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کیلئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کیلئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے گرا دینے کو کہوں تو پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں گے۔ میں انہیں جلتے ہوئے تندروں میں کود جانے کا حکم دوں تو جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں گے۔

(تقریر 12 مارچ 1944ء)

قارئین کرام! خلافت کی ایک اور برکت آیت استخلاف میں بیان کی گئی ہے کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط کہ انکے خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر دیا جائیگا۔ اسمیں گویا دو پیشگوئیاں مضمر ہیں ایک یہ کہ الٰہی جماعتوں پر خوف کی حالت وارد ہوتے رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ خوف کے حالات الٰہی جماعت کے ترقیات کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کو روک نہیں سکیں گے۔ اور نہ ہی اعلیٰ مقاصد کے حصول میں کوئی کمی واقع ہوگی بلکہ خلافت کی برکت اور مستجاب دعاؤں کے نتیجہ میں خوف وحزن کی تاریک رات امن کی صبح میں تبدیل ہو جائیگی۔

چنانچہ تاریخ احمدیت اس امر پر گواہ ہے کہ جب بھی مخالفین احمدیت کی طرف سے جماعت کو مٹانے کے منصوبے بنائے گئے تو ان منصوبوں کو دیکھ کر بظاہر یہی نظر آ رہا تھا کہ اب جماعت احمدیہ کا نام ونشان مٹ جائیگا۔ چنانچہ 1934ء میں احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری نے بڑی شوخی اور تعلّی سے کہا تھا۔

''اے مسیح کی بھیڑو اب جس سے تمہارا سابقہ پڑا ہے یہ
مجلس احرار ہے جس نے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے''

وقت کی حکومت بھی انکے ساتھ تھی ایسے نازک وقت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:

''میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں''

چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مجلس احرار کے پاؤں تلے سے زمین ایسی نکلی کہ آج تک انکے پاؤں زمین پر نہیں ٹک سکے اور جس جماعت کو وہ ہندستان میں مٹانا چاہتے تھے تحریک جدید کی بدولت آج دنیا کے 176 ممالک میں مستحکم ہو چکی ہے۔ پھر 53ء میں پاکستان میں مخالفین احمدیت نے خونریز فسادات کے ذریعہ جماعت کو ملیا میٹ کرنے کا منظم منصوبہ تیار کیا اسی طرح 74ء کی مخالفت میں تو پاکستان کے ساتھ ساتھ دوسری حکومتیں بھی شامل تھیں لیکن دنیا گواہ ہے کہ جب بھی مخالفین خدا کی اس پاک جماعت کو مٹانے کیلئے کھڑے ہوئے وہ اپنی موت آپ مر گئے اور جماعت کا بال بھی بیکا نہ کر سکے بلکہ جتنی بڑی مخالفت ہوئی جماعت خلافت کی برکت سے اتنی ہی سربلند ہو کر اُبھری۔

پھر چند سال قبل 1984ء میں پاکستان کے صدر ضیاء الحق نے مولویوں کا پس خوردہ کھا کر ایک منظم سازش کے ذریعہ جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی اور اعلان کیا کہ میں احمدیت کے کینسر کو ختم کر کے چھوڑوں گا اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑے ہی جلالی الفاظ میں اپنے منظوم کلام میں جماعت کو بشارت دی تھی۔

تمہیں مٹانے کا زعم لیکر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے گا خاک انکی کرے گا رسوائے عام کہنا

حضرات! قدرت خداوندی کا نظارہ دیکھئے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے بدنام زمانہ آرڈیننس جاری کر کے بظاہر احمدیوں پر خدا کی زمین تنگ کر دی اور ترقی کی تمام راہیں بند کر دیں یہی نہیں بلکہ خلافت احمدیہ کو ختم کرنے کی اتنی بڑی اور بھیانک سازش تیار کی کہ اگر خلافت احمدیہ فی الواقع خدا تعالیٰ کی قائم کردہ نہ ہوتی تو سچ مچ اسکا نام ونشان مٹ چکا ہوتا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا عین انہی ایام میں ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نہایت پُرشوکت آواز میں یہ اعلان فرمایا کہ

''احمدیت کی صف لپیٹنے والا کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا
نہ پہلے تھا نہ آج ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا''

(خطاب 29 جولائی 1984ء)

چنانچہ خدا کی تقدیر اور الٰہی نوشتوں کے مطابق ایسا ہی ہوا احمدیت کا شدید معاند اور حق وصداقت کا دشمن فرعون زمانہ ضیاء الحق

آسمان کی بے انتہاء بلندیوں میں محفوظ ترین جہاز کے پھٹ جانے سے ریزہ ریزہ ہو کر عبرت کا نشان بن گیا۔ یہ خلافت کی برکت نہیں تو اور کیا ہے۔

پس اے احمدیت کے بدخواہو! اور اے تاریکی کے فرزندو! ہم بڑے زور کے ساتھ آپکو اس طرف دعوت دیتے ہیں اور ماموز زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں بتا دینا چاہتے ہیں کہ

''یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے تم خدا سے مت لڑو، تم اسکو نابود نہیں کر سکتے اسکا ہمیشہ بول بالا ہے اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری فلاح کیلئے پیدا ہوا ہے..... اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو کم از کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہو گئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔ (اربعین صفحہ 4)

خلافت احمدیہ کے ان بدخواہوں کو جنہوں نے خلافت احمدیہ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد یہ سمجھ لیا کہ بس! اب ہم کامیاب ہو گئے احمدیت منتشر ہو جائیگی اور اب جلد ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی یا مٹادی جائیگی کو مخاطب کر کے سیدنا حضرت المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''خلافت احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے اور اس خدا کے فضلوں کے وطن سے خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی نہیں نکال سکتا.... اور ہاں! جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رُعب عطا ہوا ہے خلافت احمدیہ اس رُعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اسکا رُعب دور دور تک اثر کرتا ہے تمہارے دلوں پر بھی پڑتا ہے یہی رُعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے۔ یہی رُعب ہے جسکی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافت احمدیہ زندہ ہے جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جائیگی اور کبھی نہیں رکے گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اگست 85ء)

قارئین کرام! خلافت حقہ کی ایک عظیم برکت مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کا وہ عظیم انعام ہے جو خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں روحانی مائدہ کے طور پر دنیائے احمدیت کو نصیب ہوا ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اس کثرت سے نازل ہو رہی ہے کہ باغ احمدیہ میں گویا بہار ہی بہار ہے۔ دشمن نے تو یہ ناپاک کوشش کی تھی کہ احمدیت کی آواز کو دبا دیا جائے اسکی تبلیغ کو روک دیا جائے اور اس کے سارے نظام کو مفلوج کر دیا جائے لیکن جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھیں کہ سٹیلائیٹ کے نظام کے ذریعہ آج جماعت احمدیہ 24 گھنٹے دنیا کے تمام براعظموں اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام کر رہی ہے اور امام وقت کے بصیرت افروز خطابات وخطبات جمعہ اور درس القرآن ساری دنیا کے احمدی اپنے گھر بیٹھے دیکھ اور سُن رہے ہیں۔ یہ جماعت کی تبلیغ اور ترقی کو روکنے کیلئے زمینی راہیں محدود کر رہے تھے خدا تعالیٰ نے آسمانی راہیں کھولدیں یہ دراصل خدا کی تقدیر کا واضح اشارہ ہے کہ جس آواز کو متعصب ملاؤں اور ظالم حکمرانوں نے دبانے کی کوشش کی تھی وہ آواز اب ملک ملک شہر شہر، قریہ قریہ بلکہ گھر گھر پہنچے گی اور نہیں رکے گی جب تک سارا عالم امت واحدہ نہ بن جائے۔ پھر یہ بہت دنوں کی بات نہیں مورخہ 19 اپریل 2003ء کی ہندوستانی وقت کے مطابق شام ساڑھے 5 بجے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر یہ اندوہناک خبر عالمگیر جماعت احمدیہ کیلئے ایک قیامت خیز زلزلہ سے ہزار گناہ بڑھ کر تھی کہ ہمارے بہت ہی شفیق اور پیار کرنے والے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اچانک حرکت قلب بند ہونے کے سبب اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دلوں کو ہلا دینے والی اس خبر سے جہاں عالم احمدیت کے ماحول میں شدید غم کی لہر اور گہری افسردگی چھا گئی تو دوسری طرف مخالفین احمدیت نے ہمشہ کی طرح یہ سمجھ لیا کہ تو اب تو کام بگڑ گیا۔ اور اب تو یہ جماعت ضرور پارہ پارہ ہو کر رہیگی اور بعض علمائے سوء یا انکے تربیت یافتہ فتنہ پردازوں نے قادیان میں نہایت

گھٹیا اور تمسخرانہ انداز کے ٹیلی فون کر کے اپنے بغض وعناد اور اپنے جاہلانہ نمونے کا اظہار بھی شروع کر دیا۔ اور جن میں انکی دیرینہ جھوٹی خوشیاں بھی جھلک رہی تھیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنے مولیٰ کے حضور نہایت عاجزی سے سربسجود تھا اور نہایت بیقراری کے ساتھ اسکی قادرانہ تجلی کا پورے یقین سے منتظر تھا۔ چنانچہ 22,23 اپریل کیشب ساری دنیا بڑی بیتابی سے M.T.A پر وہ سارا نظارہ دیکھ رہی تھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ کے مبارک ہاتھ پر یکدفعہ ساری جماعت کو جمع کر دیا اور خوف وحزن کو امن وتسکین میں بدل دیا اور ایک دفعہ پھر ساری جماعت خلافت علیٰ منہاج نبوت کے پانچوں مظہر کی قیادت میں اسلام کے عالمگیر غلبہ کی آسمانی مہم میں رواں دواں ہو چکی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 20 جون 1982ء کے اپنے خطبہ جمعہ میں جماعت کو خلافت احمدیہ کے مستقبل کے بارے میں یہ خوشخبری سنائی تھی:

''آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بد خواہ..... اب خلافت احمدیہ کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اسی شان سے ترقی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہیگی۔''

خلافت حقہ کی برکتوں کا سلسلہ اتنا لمبا ہے کہ انکا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکنات میں سے ہے اس لئے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے آخر میں ایک اقتباس پیش کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت امیر المومنین رحمہ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو بڑے ہی درمندانہ انداز میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کی بابرکت آسمانی قیادت کے زیر سایہ آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''آخری پیغامِ مرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو خدا نے جس کو بھیجا ہے اسکو قبول کرو وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے..... خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن وفلاح کی راہ باقی نہیں اس لئے..... واپس آؤ توبہ واستغفار سے کام لو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو تو نہ صرف یہ کہ دنیا کے لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر اُبھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبۂ نو کی ایک ایسی تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اسکا مقابلہ نہیں کر سکے گی... تم اگر شامل ہو یا نہ ہو جماعت احمدیہ ہر حال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی رہی ہے آج بھی کر رہی ہے کل بھی کرتی چلی جائیگی اور آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے نام لکھا جائیگا پس آؤ اور اس مبارک سعادت میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔''

(خطبہ جمعہ 3 اگست 1990)

وآخر دعوانا ان الحمد لله ربِ العلمین

اپنی اِس عمر کو اِک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو
(حضرت المصلح الموعودؓ)

<u>ضروری موبائل ٹیلی فون نمبرز</u>

☆ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815125032

☆ محترم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815711589

☆ محترم طاہر احمد صاحب چیمہ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815280368

# داستان درویش بزبان درویش

از محترم مولانا عبدالقادر صاحب دہلوی درویش قادیان

خاکسار عبدالقادر دہلوی درویش ولد محترم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر دہلی میں پہنچی تو والد صاحب کے نانا مکرم محمد اسماعیل صاحب اور ماموں مکرم عبدالعزیز صاحب نے احمدیت قبول کر لی۔ اور ان کے اسماء 313 اصحاب کی فہرست میں آئینہ کمالات میں درج ہیں۔ والد بزرگوار نے بھی 1890ء میں بذریعہ خط اور پھر 1891ء میں قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ والد صاحب کے سات بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور سب خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی اور سلسلہ احمدیہ کے خدمات گزار ہیں۔

میرے بڑے بھائی عبدالرحمٰن صاحب دہلوی فوج میں کسی کمپنی میں برما کے محاذ پر حوالدار کلرک تھے۔ ان کی کمپنی میں ایک انگریز کیپٹن آرچرڈ تھے۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب نے انہیں اسلام و احمدیت سے روشناس کرایا اور مزید مطالعہ کے لئے قادیان جانے کی تلقین کی۔ آرچرڈ صاحب قادیان آئے۔ قادیان کے اسلامی ماحول، صحابہ کرام و دیگر بزرگان سے ملنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ملاقات اور روحانی پرتو سے بیحد متاثر ہوئے اور انہوں نے عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا اسلامی نام بشیر احمد رکھا گیا۔ انہوں نے اپنے ایمان و اخلاص میں حد درجہ ترقی کی اور مبلغ اسلام کے طور پر ساری زندگی بسر کی۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کا ذکر تاریخ احمدیت جلد دہم میں ہے۔

میرے دوسرے بڑے بھائی عبدالمنان صاحب دہلوی دوسری جنگ عظیم کے دوران خدمات بجالانے کے بعد صوبیدار کے عہدہ سے فارغ ہوئے اور ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ و حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے انچارج حفاظت مقرر رہے۔ انتہائی جانفشانی سے خدمات بجالائے۔

خاکسار کے والد صاحب دہلی کے وسط میں رہائش رکھتے تھے۔ اس لئے خاکسار اور بھائی عبدالمنان کو ابتدائی تعلیم کے لئے پرائمری سکول گلی قاسم جان بازار بلی ماران میں داخل کرایا گیا۔ چونکہ ہماری نشوونما بچپن سے احمدیت کے آغوش میں ہوئی تھی ہم دونوں بھائی احمدیت کا لٹریچر ٹریکٹ وغیرہ گھر سے لے جاتے تھے۔ میں دوسری جماعت میں اور بھائی عبدالمنان تیسری میں تھے۔ ہم اپنے مولوی صاحبان کے ڈسکوں میں لٹریچر ڈالدیا کرتے تھے۔ وہ لٹریچر پڑھتے رہے۔ تین چار ماہ بعد مولوی صاحبوں نے شاگردوں سے پوچھا کہ لٹریچر کون سے بچے ہمارے ڈسکوں میں ڈالا کرتے ہیں۔ بتاؤ ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ ہم دونوں بھائیوں نے کہا کہ ہم ڈالا کرتے ہیں۔ مولوی صاحبان نے کہا کہ اپنے والد صاحب سے ہمیں ملاؤ۔ جب وہ ملے تو والد صاحب نے انہیں دہلی کے سیکرٹری تبلیغ سے ملایا اور ہمارے دونوں مولوی صاحبان نے احمدیت قبول کر لی اور بڑے اخلاص سے ہر سال جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان آیا کرتے تھے اور ہم بھی ان سے ملا کرتے تھے۔ ہم دونوں بھائیوں نے دہلی میں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ پھر والد صاحب ہمیں قادیان لے آئے اور مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخلہ ملا۔

قادیان کے روحانی ماحول نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد، صحابہ کرامؓ اور نیک سیرت بزرگوں میں چلنے پھرنے اور مساجد میں پنجوقتہ نمازوں میں شمولیت نے مجھے روحانی جاذبیت بخشی۔ دو تین سال بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں رہا۔ پھر اسٹیشن کے قریب محلہ دارالفضل میں والد بزرگوار نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ ہمارا گھرانا دہلی سے قادیان آ گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ سننے کے لئے خاکسار کھانا اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر گیارہ بجے مسجد اقصیٰ پہنچ جاتا تھا کیونکہ لاؤڈ سپیکر کا زمانہ نہیں تھا۔ مسجد اقصیٰ کے دالان میں جس جگہ خطبہ کے لئے منبر رکھا ہوا تھا وہاں جا کر بیٹھا کرتا تھا تا کہ حضور کا خطبہ مجھے پوری طرح سنائی دے۔ نزدیک بیٹھنے والے حضور کا پورا خطبہ سنتے اور بعد میں آنے والوں کو دور جگہ ملتی۔ خاکسار نوجوانی میں بھی نمازیں التزام سے پڑھتا۔ گرمی سردی کی شدت کی پرواہ کئے بغیر دارالفضل سے چل کر محلہ احمدیہ مسجد مبارک پہنچتا اور حضرت صاحب کی امامت میں ظہر کی نماز ادا کرتا۔ پھر مسجد میں ہی بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہتا اور عصر کی نماز پڑھ کر گھر جاتا۔ ایسا بھی ہوتا کہ مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں بھی مسجد مبارک آکر حضرت صاحب کی امامت میں پڑھتا اور حضورؓ کی مجلس عرفان میں آیا کرتا تھا۔

مدرسہ احمدیہ کی سات کلاسیں پاس کر کے خاکسار جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگیا اور بیحد ذوق و شوق سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ میرے زمانہ تعلیم میں جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے۔ ہر مہینے کے آخری جمعرات کو کلاسوں کا اجلاس ہوتا تھا جس میں طلباء کی بھی اور اساتذہ کرام کی بھی تقاریر ہوتی تھیں۔ جامعہ کے دوسرے سال کے ایک اجلاس میں صدر اجلاس نے ایک کوٹ اٹھایا لئے لہا۔ میں نے عرض کی کہ بہت سے غریب طلباء مجھ سے زیادہ ستحق ہیں۔ تو صدر صاحب نے کہا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کوٹ عبدالقادر دہلوی کو جامعہ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اس لئے بصد احترام خاکسار نے اسے قبول کرلیا۔ الحمدللہ کہ جامعہ کی طرف سے احقر کی عزت افزائی کی گئی۔ جب خاکسار نے جامعہ احمدیہ کی تعلیم مکمل کر کے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرلیا تو حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ جو ہمیں مدرسہ احمدیہ میں اوپر کی کلاسز میں حدیث شریف پڑھاتے تھے اور مجھ سے بہت محبت کرتے تھے انہوں نے کہا کہ مصر جا کر تعلیم حاصل کرنے کی درخواست دیدو۔ میں نے درخواست دیدی تو جواب آیا پاسپورٹ بنوانے کے لئے۔ جس کے پاس پیسے نہیں وہ مصر کیا لینے جائے گا۔ یہ بات میں نے حضرت میر صاحبؓ کو بتادی۔ دو تین دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ آئے ہیں اور کہتے ہیں: 'عبدالقادر مصر'۔ یہ خواب بھی میں نے حضرت میر صاحبؓ کو سنادی۔ اور اتفاق یہ ہوا کہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا اور جماعت احمدیہ کی طرف سے نوجوان بھرتی کرائے جارہے تھے میں جماعت کی طرف سے چلا گیا اور فوج میں محکمہ سپلائی میں بھرتی ہوگیا۔ چند ماہ بعد جالندھر سے نوجوان بمبئی لے جائے گئے اور سمندری جہاز میں سوار کئے گئے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ جہاز چھ سات دن سمندر میں چلتا ہوا جب ایک بندرگاہ پر پہنچا تو میں نے غور سے سنا کہ کچھ لوگ عربی بول رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کونسی بندرگاہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ نہر سویز ہے۔ چنانچہ ہمیں وہاں اتار دیا گیا اور ہمیں اہرام مصر کے پاس جیزہ ملٹری کیمپ میں پہنچادیا گیا۔ چند ماہ وہاں ہمارا قیام رہا۔ سب سے بڑے ہرم جس کو فرعون کی ہدایت پر اس کے وزیر ہامان نے تعمیر کرایا تھا اس پر ایک لمبا چوڑا چبوترا ہے جس پر رسدگاہ بنی ہوئی ہے۔ میں نے بھی دیکھا کہ اس سے تغیرات سماوی کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا نعرہ بلند کیا۔ نیل کی سیر کی۔ چڑیا گھر۔ عجائب گھر اور کئی مناظر قدرت دیکھے۔ پھر مصر سے ہماری فوجیں فلسطین پہنچیں۔ وہاں سپلائی کا بھی ایک کیمپ میں قیام رہا۔ وہاں سے ملک شام کی طرف جاتے ہوئے جبل کرمل کے قریب سے گزرے اور لبنان کے قریب سے ہوتے ہوئے شام کی سرزمین میں کیمپ لگا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار دمشق کی سیر کو بھی گیا۔ لوگ بتاتے تھے کہ یہاں نبیوں و بزرگوں کی بہت مزار ہیں۔ دمشق میں مسجد موسیٰ پہنچا اور مسجد میں دو نفل ادا کئے اور زکریا علیہ السلام کے مزار پر دعا کی۔ ہماری راشن سپلائی کی یونٹ مختلف العالمین کی محاذ پر پڑاؤ کیا۔ پھر بن غازی لئے پھر ٹریپولی اور تیونس کی بھی سیر کرنے کا موقع ملا۔ صحرائے اعظم سے شکست کھاتے ہوئے مسولینی کی فوج جب اٹلی کی طرف لوٹ گئی تو اتحادی فوجیں بھی ان کا تعاقب کرتے ہوئے اٹلی میں اتر گئیں۔ خاکسار بھی سپلائی یونٹ کے ساتھ اٹلی پہنچ گیا۔ بم باری اور شیلنگ کے باوجود ہماری سپلائی بھی آگے بڑھتی گئی۔ ہمارے کیمپ پر بمباری اور توپوں کی گولہ باری ہوتی تھی لیکن میں مورچوں میں بھی بیٹھے اور لیٹے ہوئے نمازیں ادا کیا کرتا تھا۔ حالات کس قدر بھی مخدوش ہوتے تھے لیکن کبھی بھی میں نے نمازیں ترک نہیں کی۔ اٹلی میں جب مسولینی کو شکست ہوگئے اور اس کی موت سے پورا ملک اتحادیوں کے قبضہ میں آگیا تو ہم بھی آزادی سے ہر جگہ گھومنے پھرنے لگے۔ پارکوں میں نوجوان لڑکیاں ہم فوجیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اٹلی میں اور اب تو ہر جگہ پادریوں کو عیسائی لوگ فادر کہہ کر پکارتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ ان سے کوئی ہنسی مزاق کی بات نہیں کرتے۔ ایک خوبصورت نوجوان اور پھر چہرے پر داڑھی دیکھ کر مجھ سے وہ لڑکیاں پوچھا کرتی تھیں کہ تم کون ہو۔ میں ان سے کہا کرتا تھا I am Muslim Father یعنی میں ایک مسلم فادر ہوں۔ میری یہ بات ان پر بڑی اثر کرتی تھی۔ اور کرسچن فادروں کی طرح میرا بھی بڑا احترام کرتی تھیں اور آپس میں کہتی تھیں دیکھو اتنی چھوٹی عمر میں یہ مسلم فادر ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے برائی سے محفوظ رکھا۔ فوجیوں کو آرام کی خاطر ہفتہ عشرہ کی چھٹیاں بھی ملتی تھیں۔ خاکسار نے چھٹیاں گزارنے کے لئے روم جانا پسند کیا۔ چنانچہ روم کے ریسٹ کیمپ میں پہنچادیا گیا۔ میں نے روم میں عیسائیت کی تاریخی اور مقدس مقامات، اصحاب کہف کی غاریں اور کلوسیم جہاں عیسائیت کی ابتداء میں عیسائیوں، غلاموں کو شیروں سے بھڑوایا جاتا تھا۔ وہاں لوگوں کے بیٹھنے کی گیلریاں جہاں بیٹھ کر وہ یہ منظر دیکھ کر خوش ہوا کرتے تھے اور ویٹکن سٹی، خوبصورت پارک سیرگاہیں ہولی سٹیئر جن پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی سے گرنے والے خون کے نشان پڑے تھے۔ چرچ بھی کئی دیکھے۔ بالخصوص St. Paul کا عظیم الشان گرجا گھر

جس میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کے واقعات زندگی تصویروں اور مجسموں کی صورت میں موجود پائے۔ گرجا گھر کے ساتھ ہی دائیں طرف ایک وسیع ہال بنا ہوا ہے۔ میرے دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ ہفتہ میں ایک دفعہ سوموار کے دن یہاں پوپ صاحب خطاب کرتے ہیں اور معتقدین ان کا درشن کرتے ہیں۔ سوموار کا دن تھا۔ خاکسار بھی ہال میں چلا گیا وہاں لوگ ہال میں دائرہ بنائے کھڑے تھے۔ جنگ کے زمانہ کی بناء پر پوپ صاحب نے امن عالم کی بابت خطاب دیا۔ اور پھر حاضرین کے قریب سے گزرتے ہوئے واپس تشریف لے جارہے تھے تو خاکسار نے اپنے قریب سے گزرتے ہوئے ان کی جانب اپنے دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھادئے۔ اور پوپ صاحب نے بھی اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دیدیا۔ میں نے ان کا ہاتھ تھام کر اسلام کا پیغام دیا۔ حضرت مسیح کی آمد ثانی کی بابت بتایا کہ وہ ظاہر ہو چکے ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے انہیں قبول کیا اور آپ کو بھی قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ انہوں نے میری باتیں سن کر خوشی کا اظہار کیا۔ بعد میں تمام زائرین امریکن و یورپین میرے گرد جمع ہو گئے اور میری جرأت کی داد دینے لگے۔ میں نے انہیں بھی تبلیغ کی اور پوپ صاحب سے ملاقات کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خدمت میں تحریر کی۔ پوپ کو تبلیغ اسلام کا ذکر تاریخ احمدیت جلد دہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد میں پوپ کو تبلیغ اسلام کے عنوان سے مذکور ہے۔

**حسن کارکردگی:** جب مجھ سے سپلائی کے انگریز افیسرز، میجر، کیپٹن وغیرہ ملتے تو ہنستے ہوئے کہتے "ہیلو مائی اولڈ فرینڈ" سروس کے دوران میرے ہندوستانی اور برٹش افسران میری حسن کارکردگی کی وجہ سے مجھ سے بہت خوش رہتے اور ادب سے گفتگو کرتے۔ دوران جنگ اٹلی میں حسن کارکردگی کی بناء پر ہماری یونٹ کے چار انگریز افسران کے ساتھ خاکسار کا نام بھی کنگ ایڈورڈ ششم کے پاس بھجوایا گیا۔

**سند خوشنودی:** بادشاہ کی طرف سے جو سند خوشنودی موصول ہوئی اس کے الفاظ یہ ہیں: "بادشاہ ان لوگوں سے بیحد خوش ہیں جنہوں نے اپنی شاندار اور بہترین خدمات اٹلی میں انجام دیں ان کے نام ریکارڈ کئے جائیں۔ ان میں چار انگریز افسران، میجر کیپٹن، لیفٹنٹ اور ایک انڈین لائنس نائیک عبد القادر کے نام درج ہیں۔" الحمد للہ اچھا کام اچھا نام۔ اٹلی میں قریب دو سال قیام رہا۔ پھر فوجوں کی کچھ بٹالین یونان چلی گئیں ان کے ساتھ ہماری سپلائی بھی یونان پہنچی۔ اس کی بندرگاہ سالونیکا کے قریب ہمارا کیمپ تھا۔ یونانی ٹھیکیدار ہمیں پھل، سبزیاں انڈے وغیرہ سپلائی کرتے تھے۔ میں انہیں بھی اسلام و احمدیت کی تبلیغ کرتا تھا۔ وہ بتاتے تھے کہ ترکی نے یونان پر آٹھ سو سال کے قریب حکومت کی ہے لیکن ہمیں اسلام سے روشناس نہیں کرایا۔ جو باتیں اسلام کے محاسن اور صداقت کی آپ بتاتے ہیں ترکوں نے ہمیں نہیں بتائیں۔

## تصرف الٰہی کے چند ایمان افروز واقعات

**پہلا واقعہ:** جب میں اٹلی میں تھا وہاں سپلائی کے بیریک ٹینٹ میں راشن کا سٹور تھا۔ راشن کی نگرانی کے لئے خاکسار کی اس میں رہائش تھی۔ جب میں عصر کی نماز کے آخری قعدہ میں تھا تو ایک کتا ٹینٹ میں داخل ہو کر میرے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور قریباً تین فٹ کے فاصلہ پر سے مجھے سونگھا اور پھر مُڑ کر ٹینٹ سے باہر نکل گیا۔ میں نے شور سنا لوگ کہہ رہے تھے یہ پاگل کتا ہے اور پچا کر کے لاٹھیوں سے ماردیا۔ کیا تصرف الٰہی ہے کہ پاگل کتا جب میرے سامنے ٹینٹ میں آکر کھڑا ہوا تو میں اسے نظر نہیں آیا۔

**دوسرا واقعہ:** اٹلی میں جہاں ہمارا قیام تھا ایک روز برف باری کے دوران ہماری گاڑیاں راشن لینے کے لئے سپلائی ڈپو پر گئیں۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ واپسی پر شدید برف باری کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا تھا۔ راشن سے لدی ہوئی گاڑیاں پھنس گئیں۔ مغرب وعشاء کے درمیان اندھیرا سا ہو گیا۔ گاڑیوں سے اچھل کر میں اور میرے دو ساتھی باہر آئے کہ پیدل دوڑ کر سیکشن میں پہنچ جائیں۔ لیکن فاصلہ دو تین فرلانگ کا نہیں بلکہ دو تین میل کا تھا۔ ہر طرف برف تھی۔ اندھیرا ہو گیا تھا۔ خاکسار نے دعا کی کہ خدایا تو ہی ہمیں بچا سکتا ہے اور کوئی نہیں بچا سکتا۔ دعا کے فوراً بعد میں نے دو سرخ روشنیاں آسمان سے اترتے ہوئے دیکھیں۔ جو ہمارے پاس آکر ٹھہر گئیں اور دیکھا کہ ہماری سپلائی کی جیپ ہے جو بھولے بھٹکے کی تلاش میں نکلی تھی۔ ہم اس پر بیٹھ کر ڈیرے پر پہنچ گئے۔ خدا کی مدد نہ پہنچتی تو ہم برف کے طوفان میں دب کر مر جاتے۔

**تیسرا واقعہ:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج و دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورۂ کہف کی پہلی و آخری دس دس آیات پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا۔ میں میدان جنگ میں ہر روز صبح کو ان آیات کی تلاوت کر کے دم لیا کرتا تھا۔ ایک روز جب ہماری سپلائی کی گاڑیاں لیبیا میں بن غازی پہنچیں راشن اتارنے کی جگہ پر میں کھڑا تھا کہ ایک راشن سے لدی ہوئی گاڑی نے موڑ کاٹا۔ میں اس سے ٹکرا کر گر پڑا۔ اور گاڑی کا آخری ڈبل پہیہ میرے ٹخنوں پر سے گزر گیا۔ میں نے پہیے کے گزرتے وقت نیچے چٹان اور لکڑیاں ٹوٹنے کی آواز سنی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری ٹانگوں کو محفوظ

رکھا اور میرے ساتھی میرے آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کہنے لگے کہ روتے کیوں ہو۔ میں نے کہا کہ خدا کی شان کو دیکھ کر چٹان کے ٹکڑے اور لکڑیاں ٹوٹ گئیں۔ خدا کے فضل سے میری ٹانگیں محفوظ رہیں۔ 1942ء سے اب تک میں فٹ بال کھیلتا دوڑیں لگاتا کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ زندگی میں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ نے قبول فرماتے ہوئے مراد پوری کردی۔ جو آفات آنے والی ہو رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر دیتا تھا اور توبہ استغفار صدقات وخیرات سے وہ بلائیں ٹل جاتی تھیں۔

جنگ ختم ہونے کے بعد ہماری سپلائی یونٹ یونان سے کراچی اتر کر جالندھر پہنچی۔ جن نوجوان کی سروس کم تھی ان کی چھٹیاں کردی گئیں۔ خاکسار بھی فارغ ہوگیا۔ جب قادیان پہنچا تو حفاظت مرکز کے ضمن میں خدمات انجام دیتا رہا۔ جب تقسیم ملک کا اعلان ہوگیا اور مخدوش حالات کی وجہ سے قادیان کی اکثر آبادی کو بھی لاہور جانا پڑا تو شعائر اللہ اور مقامات مقدسہ کی دیکھ بھال اور حفاظت مرکز اور احمدیہ محلہ کو آباد کرنے کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قادیان میں 313 نوجوانوں کو ٹھہرائے رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ جو نوجوان بھی قادیان میں ٹھہرے ان کو درویش کا لقب دیا اور ہر نوجوان انتہائی جوش وجذبہ سے بطور درویش ٹھہرے کے لئے اپنا نام لکھاتا تھا۔ جو خوش قسمت تھے ان کے نام درویشوں کی فہرست میں آگئے۔ انتظام کی خاطر ان کے چار حلقے بنائے گئے۔ ہر حلقہ کا صدر رہتا تھا۔ خاکسار کو نگرانی کے لئے ج جنرل سیکریٹری بنایا گیا۔ اور میرے سپرد ان درویشوں کو مصروف رکھنے کے لئے کام بانٹنا ہوتا۔ خاکسار خود بھی ان کے ساتھ کاموں میں شریک ہوتا۔ خاکسار کے حسن انتظام، قابلیت اور تجربہ کی بناء پر صدر انجمن احمدیہ نے جس شعبہ میں بھی مقرر کیا خاکسار نے احسن رنگ میں مفوضہ امور انجام دئے۔ ابتدائی درویشی میں دیہاتی مبلغین کلاس میں ہفتہ میں ایک بار موازنہ مذاہب پر میرا لیکچر ہوتا تھا۔ خاکسار نے بطور ناظم جائیداد وتعمیرات۔ آڈیٹر۔ محاسب۔ سیکریٹری بہشتی مقبرہ۔ نظارت امور عامہ۔ بیت المال۔ دعوۃ وتبلیغ میں ذمہ عہدوں پر فرائض انجام دئے۔ خاکسار نے ''داغ ہجرت'' اور زمانہ درویشی کے تعلق میں حقائق پر مبنی مفصل حالات تحریر کئے ہیں جو اخبار بدر قادیان مورخہ 21 اکتوبر 1999ء اور ماہنامہ مشکوٰۃ جون 2000ء میں شائع ہوچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے درویشوں کی قربانیوں کی نتیجہ میں فضلوں اور برکتوں سے انہیں بھی اور انکی اولادوں کو نوازا ہے۔

**ادائیگی حج:** اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو 1969ء میں حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرے ہمراہ حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش اور افتخار احمد صاحب درویش بھی تھے۔ خاکسار کو خانہ کعبہ کے اندر جاکر دو نفل ادا کرنے اور استار کعبہ سے چمٹ کر دعائیں کرنے کی بھی توفیق ملی۔ طواف کعبہ اور حجر اسود کو بوسہ دینے کی بھی توفیق ملی۔ بلند پہاڑ پر چڑھنے اور غار حرا میں دو نفل ادا کرنے اور دشوار گزار پہاڑیوں کو عبور کرکے غار ثور میں بھی جاکر دو نفل ادا کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ

خاکسار مدینہ منورہ بھی گیا۔ مسجد قبا میں بھی نوافل ادا کئے۔ مسجد نبوی میں نمازیں ادا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دینے اور سلام عرض کرنے اور خوب دعائیں کرنے کی توفیق ملی۔ جبل احد اور تمام مقدس جگہوں پر جاکر دعائیں کرنے اور نوافل ادا کرنے کی توفیق ملی۔ حج کے بعد ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تین لڑکے، چار لڑکیاں عطا کیں۔ سب بچے اعلیٰ تعلیم سے آراستہ ہیں اور دل وجان سے اسلام واحمدیت پر فریفتہ ہیں اور خادم دین ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

Syed Zishan
Prop.
Adnan
Electronic Amroha
Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts
Phone.
05922-260826 (Off.) 260055 (Res.)
Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

مرکز احمدیت قادیان میں

**خلافت خامسہ کے بابرکت دور کا پہلا**

# سالانہ ملکی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا کامیاب انعقاد

**منعقدہ 11-12-13 اکتوبر 2003ء**

رپورٹ مرتبہ: شاہد احمد بٹ، سیکریٹری اجتماع کمیٹی 2003

❁ بھارت کے 19 صوبہ جات کی 600 سے زائد مجالس سے 2563 خدام واطفال کی نمائندگی ❁ 500 سے زائد نومبائعین خدام واطفال کی شرکت ❁ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان کی شرکت ❁ شری جگدیش ساہنی صاحب سابق ایم ایل اے حلقہ بٹالہ کی اجتماع میں شرکت ❁ شری ترپت راجیندر سنگھ باجوہ منسٹر حکومت پنجاب کی طرف سے خصوصی پیغام اوران کی طرف سے خدام الاحمدیہ کے رفاہی کاموں کے لیے -/51,000 روپے کا تحفہ ❁ اجتماع کی خبریں بھارت کے مشہور T.V. چینلوں اور ریڈیو میں نشر اور کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع ہوئیں۔

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 34 واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 25 واں سالانہ اجتماع 11-12-13 اکتوبر 2003ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوکر اختتام پذیر ہوا۔ گذشتہ سالوں سے اس اجتماع کی حاضری غیر معمولی طور پر زیادہ تھی چنانچہ اس دفعہ ہندوستان کے 19 صوبوں کی مختلف مجالس سے نمائندگی ہوئی اور مجموعی تعداد 2563 تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے امسال نومبائعین کی آمد کے لئے بھی تمام صوبہ جات میں کوشش کی گئی۔ خاص طور پر ان جگہوں سے جہاں نئی مجالس قائم ہوئی ہیں، ایسے خدام کو شرکت کے لئے بلایا گیا جو واپس جا کر مجلس کے کاموں کو فروغ دے سکیں۔ چنانچہ امسال کے اجتماع میں پانچ سو سے زائد نومبائعین خدام واطفال بھی شریک ہوئے۔ مساجد گراؤنڈ اور رہائش گاہیں جلسہ سالانہ کا منظر پیش کررہی تھیں۔

**قیام و طعام کا انتظام**

مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے امسال قیام کا انتظام مہمان خانہ کے علاوہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول، جامعہ احمدیہ، جامعۃ المبشرین (Guest Houses)، مکان حضرت امّ طاہرؓ اور دار الضیافت میں کرایا گیا تھا اور گزشتہ سال کی طرح امسال بھی اجتماع کی غیر معمولی حاضری کی وجہ سے خصوصی لنگر کا انتظام کیا گیا۔

**افتتاحی تقریب**

پروگرام کا آغاز 11 اکتوبر کو نماز تہجد اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا سے ہوا۔ خلافت خامسہ میں منعقد ہونے والے اس پہلے سالانہ اجتماع کی افتتاحی تقریب ٹھیک 10-00 بجے پرچم کشائی کے بعد اجتماع گاہ میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنی تقریر میں اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لئے بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اپنے روح پرور خطاب میں خدام الاحمدیہ کو نماز، ترجمۃ القرآن اور وقار عمل کے اہم موضوعات پر نہایت ہی مؤثر انداز میں خدام سے خطاب فرمایا۔

**علمی مقابلہ جات:**

علمی مقابلہ جات میں خدام واطفال نے تلاوت، نظم، تقریر، اذان، پیغام رسانی، پرچہ ذہانت، کوئز، حفظ قصیدہ وغیرہ میں بہت ہی اچھے رنگ میں حصہ لیا۔ نومبائعین خدام واطفال کی عمدہ رنگ میں تیاری کے ساتھ شامل ہوئے۔

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی نومبائعین کی کثیر تعداد کے سبب ان کے علمی مقابلہ جات کے لئے صحن جامعہ احمدیہ میں الگ اجتماع گاہ بنایا گیا تھا۔ جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بیشتر نومبائعین خدام واطفال کو علمی مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ اور اس کے مطابق ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مقابلہ جات میں حصہ لینے والے نومبائعین خدام واطفال کے نتائج مرتب کرکے ان میں انعامات تقسیم کروائے گئے۔ اجتماع گاہ جوکہ حسب سابق احمدیہ گراؤنڈ میں بنایا گیا تھا جہاں پرانی مجالس کے خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات عمل میں لائے گئے۔ افتتاحی و اختتامی و دیگر تربیتی تقریبات کا انعقاد اسی اجتماع گاہ میں ہی ہوتا رہا۔ ہر دو اجتماع گاہوں

میں علمی مقابلہ جات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے۔

**ورزشی مقابلہ جات:**

ورزشی مقابلہ جات کے لئے 19 صوبہ جات کی مختلف مجالس سے فُٹ بال، والی بال، رسہ کشی، کبڈی، بیڈمنٹن، لانگ جمپ، دوڑ، شاٹ پُٹ کی معیاری ٹیمیں اور کھلاڑی آئے جس کی وجہ سے مقابلے بیحد دلچسپ اور نہایت ہی پُر لطف رہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان بھی تینوں روز بڑے ہی شوق سے گراؤنڈ میں تشریف لاتے رہے اور خدام کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

ہر سہ روز کے پروگرام نہایت سازگار موسم میں کامیابی سے انجام پائے۔ تینوں روز مسجد اقصیٰ میں بعد نماز فجر خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا۔ 'اجتماع کی اہمیت' 'خلافت سے تعلق' اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں' جیسے اہم موضوعات پر علمائے سلسلہ نے درس دئے۔

**بعض خصوصی تقریبات:**

پہلے دن رات پونے نو بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآراء تصنیف Revelation, Rationlaity, Knoledge & Truth پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مذکور کتاب میں بیان فرمودہ بعض مضامین پر مقررین نے عام فہم زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

دوسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقدس سیرت اور خلافتِ خامسہ کے بابرکت آغاز پر مشتمل ایک دستاویزی فلم Projector کے ذریعہ بڑی سکرین پر دکھائی گئی۔ جس میں حضور رحمہ اللہ کے بچپن سے لے کر وفات تک کے مختلف حالات اور خدمات اسلام کے چیدہ چیدہ واقعات اور مناظر دکھائے گئے۔

**نو مبائعین کے اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب**

اجتماع کے دوسرے دن شام کو نو مبائعین کے اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب زیر صدارت محترم صاحبزادہ صاحب منعقد ہوئی۔ جس میں مختلف علماء کرام نے نو مبائعین کو مخاطب کیا۔

**اختتامی تقریب:**

تیسرے دن رات 8:00 بجے اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ اس کی صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے فرمائی۔ اس تقریب میں جناب جگدیش ساہنی صاحب سابق ایل اے بٹالہ نے جناب اویناش کھنہ صدر بی جے پی پنجاب کی نمائندگی میں شرکت کی۔ تلاوت، عہد اور ترانہ کے بعد جناب جگدیش ساہنی صاحب نے مختصر تقریر کی اور جماعت کی طرف سے قومی اور ملکی سطح پر کی جانے والی عظیم خدمات کی سراہنا کی۔ چونکہ مقامی ایم. ایل. اے. جو حکومت پنجاب میں منسٹر برائے جنگلات ہیں اپنی بعض مصروفیات کی بناء پر اس تقریب میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے حلقہ دارالانور کے ایم سی جناب چوہدری عبدالواسع صاحب کو اپنا خصوصی پیغام دے کر بھجوایا اور مجلس کے رفاہی کاموں کے لیے -/51,000 روپے کا تحفہ پیش کیا۔ چنانچہ جناب چوہدری عبدالواسع صاحب نے جناب منسٹر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں خدام الاحمدیہ بھارت کی ترقیات کا تذکرہ کرتے ہوئے مجلس کے ساتھ آپ کی شفقت اور محبت کا ذکر فرمایا۔ اور سیّدنا حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سننے اور ان پر عمل کرنے کی طرف خدام کو متوجہ کیا۔

اس کے بعد مکرم شعیب احمد صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے شکریہ احباب پیش کیا۔

آخر میں صدارتی خطاب ہوا جس میں صاحبزادہ صاحب نے احمدی نوجوانوں کو علم کے میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین کی اور قرآن، حدیث اور جماعتی تاریخ کے آئینہ میں نوجوانوں کو علم کی قدر کرنے اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی اس خواہش کا بھی ذکر کیا جس میں آپؒ نے جماعت کو اگلی صدی میں ایک ہزار احمدی سائنسدان پیش کرنے کی تحریک کی تھی۔

اس کے بعد محترم صدر جلسہ نے خدام واطفال کے درمیان انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی دعا کے بعد اجتماع گاہ نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھا اور اس طرح خدام الاحمدیہ کا 34 واں اور اطفال الاحمدیہ کا 25 واں سالانہ ملکی اجتماع نہایت ہی کامیاب رنگ میں اختتام پذیر ہوا۔

**اجتماع کی کامیابی کی خبریں**

مختلف TV چینلوں میں اجتماع کے پروگرام بہت ہی اچھے رنگ میں دکھائے گئے۔ اسی طرح ریڈیو اور مختلف کثیر الاشاعت اخبارات جیسے ہند سماچار، پنجاب کیسری، دینک ٹربیون، دینک جاگرن اور اجیت وغیرہ میں جلی سُرخیوں کے ساتھ اجتماع کی خبریں آئیں۔

**مجلس شوریٰ:**

اجتماع کے آخری روز اجتماع گاہ میں زیر صدارت محترم صدر صاحب

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جسمیں خدام الاحمدیہ کے مختلف ترقیاتی منصوبوں پر غور وخوض کیا گیا۔ اسی طرح نئے سال کا بجٹ آمد وخرچ بھی پیش کیا گیا جس پر ممبران نے اپنے اتفاق کا اظہار کیا۔ شوریٰ کی کارروائی رات 2 بجے تک جاری رہی۔

اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں صوبائی اور علاقائی قائدین، مبلغین اور معلمین کرام نے بہت اہم رول ادا کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو صدر اجتماع کمیٹی مقرر فرمایا تھا۔ اور تقسیم کار کے طریق پر مختلف شعبہ جات مقرر کر کے جملہ امور کو تقسیم کیا تھا۔ خدام نے بہت ہی محنت اور خلوص سے اجتماع کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

فجز اهم الله تعالى احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ یہ اجتماع ... م واحمدیت کے لئے نہایت ہی کامیاب و بابرکت بنائے ا... نتائج پیدا فرمائے اور آئندہ اس سے بڑھ کر خدام ... وسعادت نصیب کرے ... منك يا ارحم الراحمين۔

هو الشافی HOWASHAFEE
ہومیو پیتھک کلینک قادیان
Homeopathic Clinic Qadian
ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر

We treat but Allah cures
محلہ احمدیہ، قادیان، پنجاب-143516
(Res.) 01872-220351
(Clinic) -222278

فللّٰہ الحمد
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿الجاثية ۳۷-۳۸﴾
ھُو الشّافی We treat but Allah cures.
Praise & Greatness-All For Allah Only.
طالب دعا
Fatema Rashid
Nursing Home & Hospital
Qadian.143516.Punjab
فاطمہ رشید ہسپتال قادیان
Ph: 01872-220002, 220404
Fax: 01872-221223

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

Ahmad Fruit Agency
Commission &
Forwarding Agents
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

# مجلس عاملہ

## مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

بابت سال یکم نومبر 2003 تا 31/اکتوبر 2004ء بمطابق
یکم نبوت 1382 ہش تا 31/اخاء 1383 ہش

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۰۴-۲۰۰۳ء کے لیے ازراہِ شفقت مندرجہ ذیل مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

| | |
|---|---|
| نائب صدر | مکرم شعیب احمد صاحب |
| نائب صدر | مکرم شیراز احمد صاحب |
| نائب صدر | مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ |
| معتمد | مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ |
| مہتمم تجنید | مکرم شیخ ناصر وحید صاحب |
| مہتمم اشاعت | مکرم چودھری مقبول احمد صاحب |
| مہتمم مال | مکرم محمد اسماعیل صاحب طاہر |
| مہتمم وقفِ جدید | مکرم خورشید احمد صاحب خادم |
| مہتمم عمومی | مکرم حبیب احمد صاحب طارق |
| مہتمم اطفال | مکرم رفیق احمد صاحب بیگ |
| مہتمم تبلیغ | مکرم شیخ محمود احمد صاحب |
| مہتمم تعلیم | مکرم ایم۔ابوبکر صاحب |
| مہتمم خدمت خلق | مکرم عبدالعلیم صاحب آفتاب |
| مہتمم تحریکِ جدید | مکرم عبدالمحسن مالاباری |
| مہتمم وقارِ عمل | مکرم ایس ایم بشیر الدین صاحب |
| مہتمم صنعت وتجارت | مکرم سید اعجاز احمد صاحب |
| مہتمم تربیت | مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب |
| مہتمم تربیت نومبائعین | مکرم سید مبشر احمد صاحب عالل |
| مہتمم صحتِ جسمانی | مکرم مصباح الدین صاحب نیر |
| مہتمم مقامی | مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب |
| معاون صدر | مکرم سید عزیز احمد صاحب |
| معاون صدر | مکرم شاہد احمد صاحب بٹ |
| محاسب | مکرم تسنیم احمد صاحب فرخ |

Love For All
Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. And C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission,
Gangtok, Sikkim
☎ 03592-220107, 281920

Rakesh Jewellers
Fo every kind of
Gold and Silver arnament
All kinds of Rings &
"Alaisallah" Rings alsa sold
Kishen Seth, Rakesh Seth
Main Bazarl, Qadian
01872-221987, 220.90 (PP)
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت کے ۳۴ویں سالانہ سہ روزہ ملکی اجتماع کی افتتاحی تقریب حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

(اسٹیج پر دائیں سے) مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس، محترم حضرت صاحبزادہ صاحب، محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس وصدر اجتماع کمیٹی۔

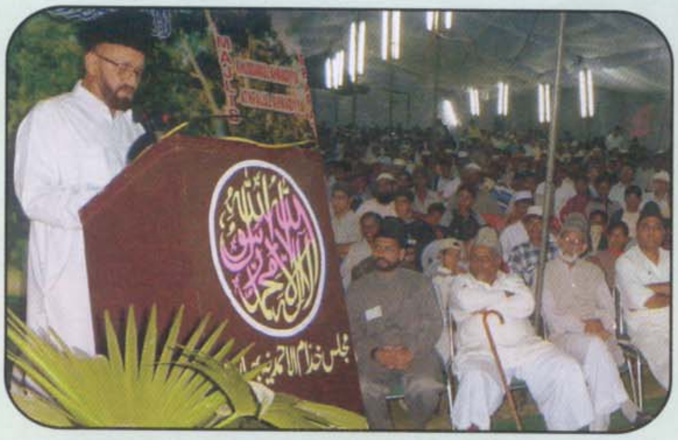

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے۔

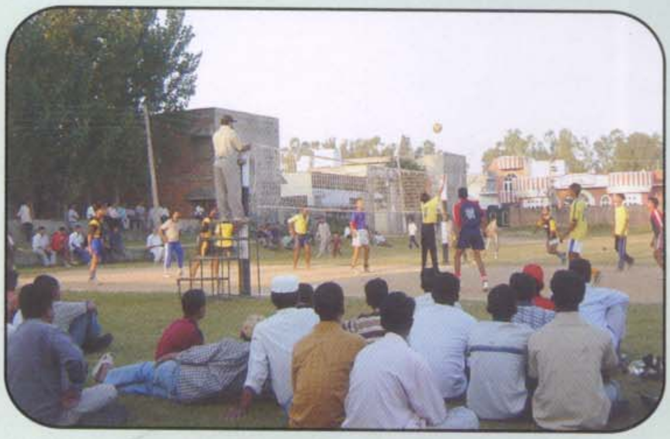

اجتماع کے دوران والی بال کے ایک میچ کا منظر

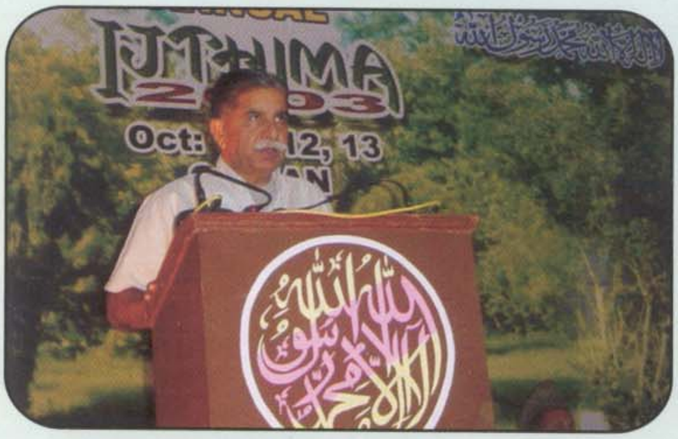


جناب جگدیش ساہنی سابق ایم ایل اے حلقہ بٹالہ اجتماع کی اختتامی تقریب کے دوران اپنے تأثرات کا اظہار فرماتے ہوئے

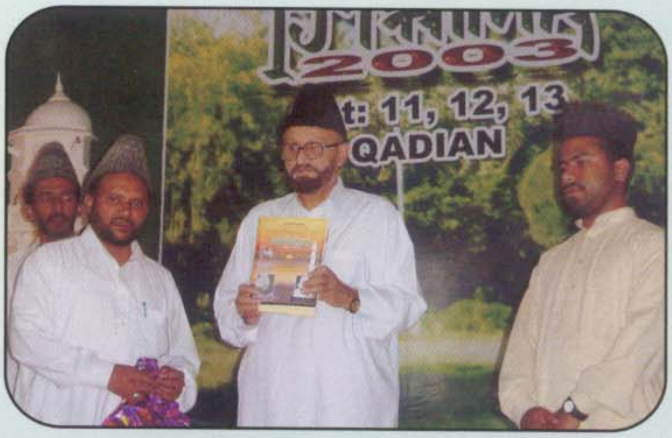


حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب دوماہی رسالہ ''دھرمالوکا'' (بزبان اڑیہ) کے خصوصی شمارہ کا اجراء فرماتے ہوئے۔

یہ رسالہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیرِ انتظام شائع ہو رہا ہے۔

اجتماع کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ صاحب اجتماعی دعا کی قیادت فرماتے ہوئے

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly **MISHKAT** Qadian

# MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

*Editor :- Zainuddin Hamid*

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.22 November 2003 No. 11

## اجتماع 2003ء کے مختلف مناظر